موبائل فون کا استعمال
اور
اس کے چند شرعی احکام
ترتیب
مولانا سعید احمد ثاقب
امام و خطیب جامع مسجد عسکری iv
راشد منہاس روڈ کراچی
العرب
0333-2321684

فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون

موبائل فون کا استعمال
اور
اس کے چند شرعی احکام

ترتیب

مولانا سعید احمد ثاقب

امام وخطیب جامع مسجد عسکری iv

راشد منہاس روڈ کراچی

العرب

مکتبۃ العرب

بلال مسجد دکان نمبر 9، 24 مارکیٹ، سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن کراچی

دکان نمبر 2، سلام کتب مارکیٹ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

نام کتاب: موبائل فون کا استعمال اور اس کے چند شرعی احکام

نام مؤلف: مولانا سعید احمد ثاقب

رابطہ نمبر: 0333-2212899

سن طباعت: رجب ۱۴۳۲ھ/ جون ۲۰۱۱ء

کمپوزنگ: بنوریہ گرافکس کراچی 0321-2250577

طباعت: شفق پرنٹنگ پریس نزد میمن ہسپتال برنس روڈ کراچی
0321-2037721

ناشر: مکتبۃ العرب
بلال مسجد دکان نمبر 9، 24 مارکیٹ بلدیہ ٹاؤن کراچی

ملنے کے پتے

☆ مکتبۃ العرب
دکان نمبر 2 سلام کتب مارکیٹ، نزد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆ جامع مسجد عسکری iv
راشد منہاس روڈ کراچی

☆ اقرأ تدریس الاطفال
E-91 بلاک B گلشن جمال راشد منہاس روڈ کراچی

☆ جامعہ تدریس القرآن جامع مسجد فاروق اعظمؓ
دھنی بخش بروہی گوٹھ اسکیم 33 گڈاپ ٹاؤن کراچی

فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

دین اسلام ایک مکمّل ضابطۂ حیات ہے قیامت تک کے انسانوں کی فلاح وکامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے عہد قدم سے لے کر عصر حاضر تک جتنے بھی جدید مسائل پیدا ہوئے، علمائے امت اور فقہائے عظام نے اس کے حل میں قرآن وسنت اجماع امت اور تعامل امت کو ملحوظ نظر رکھ کر اس کا صحیح حل امت کے سامنے پیش کیا۔

موبائل فون کے کثرت استعمال سے معاشرے میں نت نئے مسائل نے جنم لیا، اس پر بھی علمائے امت وفقہائے ملّت نے فتاویٰ جات کے ذریعہ امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور کچھ علماء نے اس پر مسائل کو جمع کر کے کتابی شکل میں شائع بھی کیا ہے۔

زیرنظر کتاب موبائل فون کا استعمال اور اس کے چند شرعی احکام بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب میں موبائل فون کے نقصانات سے آگاہ کر کے قرآن وسنت کی روشنی میں اس کے درست اور صحیح استعمال کے اصول سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اگرچہ موبائل فون سے پیش آنے والے مسائل پر یہ ایک مکمّل کتاب تو نہیں ہے لیکن وعظ وبیان کے انداز میں ترتیب دی گئی ہے تاکہ عوام الناس کو موبائل فون کے استعمال کے شرعی اصولوں سے آگاہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز کی اس چھوٹی سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر عوام الناس کے لیے مفید اور نافع بنائے۔ آمین!

احقر سعید احمد ثاقب

امام وخطیب جامع مسجد عسکری IV کراچی

موبائل فون کی ضرورت

موبائل ٹیلیفون اس دور کی ایک اہم ترین ایجاد ہے جس نے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا اور یوں پوری دنیا کی معلومات اور رابطے آپ کے ہاتھوں میں ہیں، دنیا کا کوئی کونہ اور کوئی فرد آپ سے بعید نہیں ہے چونکہ اسلام دین فطرت ہے اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی اور تمام ایجادات میں راہنمائی کرتا ہے اسلام نہ تو ترقی کے خلاف ہے اور نہ ہی جدید ترین ایجادات کا مخالف ہے موبائل فون اس دور کی ایک ایسی ایجاد ہے جو تقریباً ہر فرد کی ضرورت بن گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسی ایجاد ہے کہ جس سے مفید اور مضر دونوں کام لئے جاسکتے ہیں۔ اگر شرعی احکام میں غور کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا آسان ہے کہ تمام چیزوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو نتیجہ اخذ ہوگا کہ

۱۔ کچھ چیزیں بذات خود اچھی ہیں۔

۲۔ کچھ چیزیں بذات خود بری ہیں۔

۳۔ اور کچھ چیزیں نہ بذات خود اچھی ہیں اور نہ بری، اس تیسری قسم سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز کا استعمال اچھا ہو تو اچھی ہے اور اگر استعمال برا ہو تو بری ہے۔

کچھ یہی کیفیت موبائل فون کی ہے کہ اگر کوئی شخص دیندار ہے تو وہ اپنے موبائل کو اپنی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے اور اگر اس کو نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرتا ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دور ہیں دین سے دور ہیں وہ اسے

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں میں اور ناجائز خواہشات کو پورا کرنے اور گناہ اور شر کے کاموں میں استعمال کرتے ہیں اور وہ شرعی، اخلاقی اور قانونی حدود کی پروا کئے بغیر شر پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور اللہ کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔

اور موبائل فون کے اس غلط استعمال سے جہاں معاشرے میں بے شمار خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں وہیں سائنس کی یہ ایجاد بالخصوص مسلمانوں کے لئے نقصان اور گناہ کا باعث بن رہی ہے اور اس کے نقصانات اس کے فوائد پر غالب آچکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے نقصانات اور خرابیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شرعی اصولوں کے مطابق اس کو استعمال کریں تا کہ یہ نعمت ہمارے لئے زحمت اور عذاب کا سبب نہ بن جائے۔ اور معاشرے میں تخریب انسانیت کی بجائے تعمیر انسانیت کے لئے اسے کام میں لایا جائے، کتنے ہی مسلمان ہیں جو اس موبائل فون کا صحیح استعمال نہیں جانتے اور بے خبری اور لاعلمی میں اس کے ذریعہ گناہ پر گناہ کئے جا رہے ہیں۔

انشاء اللہ آج میں اسی موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تا کہ آپ کو اس کے فوائد اور نقصانات سے آگاہ کر سکوں۔

موبائل فون پر گفتگو کرنے کے آداب

① موبائل فون پر گفتگو کرنے کے آداب:

واضح رہے کہ موبائل فون کی ضرورت سے آج کے دور میں انکار تو نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس ضرورت کی چیز سے اگر شریعت کی روشنی میں فائدہ اٹھالیا جائے، تو شاید روزمرہ کے المناک واقعات (جو موبائل کے استعمال سے رونما ہو رہے ہیں، جن کا سننا بھی کان گوارہ نہیں کرتا) کسی حد تک بند ہو جائیں بلکہ کما حقہ اگر شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے موبائل فون استعمال کیا جائے، تو موبائل ایک راحت کی

چیز ہی ہے۔اس لئے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں علماء کرام نے پوری جاں فشانی کے ساتھ موبائل فون سے متعلقہ مسائل بیان کر کے، ساری امت کی طرف سے اس اہم فریضہ کو سرانجام دیا ہے۔موبائل فون پر دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

① بات شروع کرنے سے پہلے "السلام علیکم" کہنا:

قال رسول اللہ ﷺ "السلام قبل الکلام"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سلام کلام کرنے سے پہلے کرنا چاہیے"۔ (مشکاۃ المصابیح:۳۹۹، کتاب الآداب، باب السلام/ موبائل فون کا استعمال ص ۱۰۸)

② السلام علیکم کے بجائے ہیلو کہنا:

عام طور پر لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ کسی کو فون کریں یا کسی کا فون آئے تو فوراً کہتے ہیں ھیلو، یہ لفظ کسی کو مخاطب کرنے یا خوش آمدید کہنے یا فون پر گفتگو کے آغاز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اس سے مراد ہے سنو، توجہ کرو، اور یہ لفظ انگریز اور غیر مسلم آپس میں ملاقات کے دوران استعمال کرتے ہیں۔

③ سلام کرنے کا فائدہ:

دیکھیے اگر آپ نے کسی سے ملاقات کے وقت "ہیلو" کہہ دیا تو آپ کے اس لفظ سے اس کو کیا فائدہ ہوا؟ دنیا کا کوئی فائدہ ہوا؟ یا آخرت کا کوئی فائدہ ہوا؟ ظاہر ہے کہ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔لیکن اگر آپ نے ملاقات کے وقت یہ الفاظ کہے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "تم پر سلامتی ہو، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں" تو ان الفاظ سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ نے ملاقات کرنے والے کو تین دعائیں دیدیں۔

اور اگر آپ نے کسی کو "گڈ مارننگ" یا گڈ ایوینگ" کہا یعنی صبح بخیر، شام بخیر، تو اگر اس کو دعاء کے معنی پر محمول کرلیں تو اس صورت میں آپ نے جو اس کو دعاء دی، وہ

صرف صبح اور شام کی حد تک محدود ہے کہ تمہاری صبح اچھی ہو جائے، یا تمہاری شام اچھی ہو جائے۔

لیکن اسلام نے ہمیں جو کلمہ سکھایا، وہ ایسا جامع کلمہ ہے کہ اگر ایک مرتبہ بھی کسی مخلص مسلمان کا سلام اور دعاء ہمارے حق میں اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے تو انشاء اللہ ساری گندگی ہم سے دور ہو جائے گی، اور دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل ہو جائے گی۔ یہ نعمت آپ کو دنیا کی دوسری قوموں میں نہیں ملے گی۔

(۴) سلام کرنے کا اجر و ثواب:

افضل طریقہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت پورا سلام کیا جائے۔ یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' یا صرف ''السلام علیکم'' کہہ دیا تب بھی سلام ہو جائے گا۔ لیکن تین جملے بولنے میں زیادہ ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی تشریف لائے، اور کہا ''السلام علیکم'' آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''دس'' اس کے بعد دوسرے صحابی آئے، اور آکر سلام کیا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا ''بیس'' اس کے بعد تیسرے صحابی آئے، اور آکر سلام کیا ''السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''تیس''

آپ کا مطلب یہ تھا کہ ''السلام علیکم'' کہنے میں انسان کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہنے میں بیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہنے میں تیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اگر چہ سلام کی سنت صرف ''السلام علیکم'' کہنے سے ادا ہو جاتی ہے۔ دیکھیے: ان الفاظ میں دعاء بھی ہے، اور اجر و ثواب الگ ہے۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب کیف السلام؟ حدیث نمبر ۵۱۹۵)

اور جب سلام کیا جائے تو صاف الفاظ سے سلام کرنا چاہئے، الفاظ بگاڑ کر، مسخ کر کے سلام نہیں کرنا چاہئے، بعض لوگ اس طرح سلام کرتے ہیں کہ جس کی وجہ سے پوری طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا الفاظ کہے؟ اس لئے پوری طرح واضح کر کے ''

السلام علیکم" کہنا چاہئے۔ (بحوالہ اصلاحی خطبات ج۔٦ ص١٨٦)

⑤ سلام کے بعد تعارف کروانا:

جب آپ نے کسی کو فون کیا پھر سلام کیا تو اب آپ اپنا تعارف کرادیں تا کہ وہ آپ کو پہچان لیں کیونکہ بعض اوقات فون سننے والا فون کرنے والے کی آواز کو پہچان نہیں پاتا اس لئے تعارف اور اپنی شناخت کروائیں بعض مرتبہ ایک عجیب بات یہ پیش آتی ہے کہ فون کرنے والا خود پوچھتا ہے آپ کون بات کررہے ہیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص کسی کے دروازے پر دستک دے اور پھر اندر والے کو آواز دے کر پوچھے آپ کون؟ بھائی طریقہ یہ ہے کہ دستک دینے والے کو یا فون کرنے والے کو پہلے اپنا تعارف کروانا چاہئے تعارف کروانے کے بعد اگر یہ شک ہو جائے کہ فون کسی اور نے اٹھایا تو پھر جس کو فون کیا تھا ان کا نام لے کر پوچھے کہ آپ فلاں صاحب بات کررہے ہیں؟

⑥ تین بار فون کی گھنٹی جانے کے باوجود اگر فون نہ اٹھایا جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اس وقت (رابطے) ملاقات کی اجازت نہیں، کسی دوسرے وقت رابطہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ موبائل فون پر گھنٹی کا مقصد اطلاع کرنا ہے، جیسے کوئی کسی کے دروازے پر دستک دیتا ہے تو سنت طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ اگر دستک دینے پر کوئی جواب نہ ملے تو واپس جانا چاہئے۔ "الاستئذان ثلاث فان اذن والا فارجع" (مسلم، کتاب الآداب، الاستئذان، رقم: ۵۶۳۳)

⑦ (بلاضرورت شدیدہ) ایسے اوقات میں رابطہ نہیں کرنا چاہئے جس میں مخاطب کی مشغولیت ہوتی ہو، کام میں، نماز میں یا دیگر روزمرہ مشاغل میں۔ (کیونکہ اس میں ایذارسانی ہے جو شرعاً ناجائز ہے، اگر مخاطب جلدی جلدی بول رہا ہو تو آپ مؤدبانہ انداز میں کہہ سکتے ہیں کہ مجھے مشکل ہورہی ہے آپ ذرا ٹھہر ٹھہر کر بات کیجئے کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ اس طریقے سے بات کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی بات ہر

ایک کو آسانی سے سمجھ آجاتی تھی)۔

⑧ فون کی گھنٹی جانے پر اگر کوئی گھنٹی کو کاٹ دیتا ہے یعنی کال کو ریجیکٹ کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ متعلقہ آدمی کسی عذر کی وجہ سے فون سننے سے قاصر ہے مثلاً وہ کسی بینک میں ہے کہ بینکوں میں موبائل فون کے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی، یا پھر وہ بیت الخلاء یا غسل خانہ میں ہے یا کسی ذکر میں یا نماز وغیرہ یا کسی ایسی مجلس میں یا کسی ایسی مصروفیت میں ہے کہ وہ فون پر بات کرنے سے قاصر ہے تو جب اس نے کال کاٹ دی تو بار بار کال کر کے اسے پریشان نہیں کرنا چاہئے کچھ دیر انتظار کے بعد کال ملانی چاہئے۔

⑨ لمبی گفتگو کرنی ہو تو پہلے اجازت لے لینی چاہئے کہ مجھے آپ سے کچھ تفصیلی گفتگو کرنی ہے اگر آپ کے پاس فرصت ہو تو میں بات کروں یا پھر اگر آپ مصروف ہیں تو مجھے وقت بتا دیں میں اس وقت آپ سے بات کرلوں گا اس میں دونوں کے لئے راحت ہے البتہ اگر پہلے سے بات ہوئی ہو کہ فلاں وقت فون پر رابطہ ہوگا تو یہی اجازت کافی ہے۔

⑩ بھری مجلس میں ایسی اونچی آواز سے بات نہیں کرنی چاہئے جس سے حاضرین تکلیف محسوس کریں بلکہ ایک طرف ہو کر بات کرنی چاہئے اسی طرح اگر کوئی سو رہا ہے تو اس کی نیند کا خیال کرتے ہوئے ایسے بلند آواز سے فون پر بات نہیں کرنی چاہئے کہ جس سے اس کی نیند میں خلل آجائے۔

⑪ اگر مخاطب گفتگو کرنے سے معذرت کر دے تو اس کی معذرت کو قبول کر لینا چاہئے اور اس کو تکبّر پر محمول نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہر شخص کے اپنے مشاغل اور مصروفیات ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکیٰ لکم

اور اگر تم کو لوٹ جانے کا کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ۔ (سورۃ النور: ۲۸)

البتہ بلا وجہ فون پر گفتگو کرنے اور جواب دینے سے انکار کرنا بداخلاقی کی بات ہے اور ایک طرح کی حق تلفی ہے۔

⑫ آوازوں کو تبدیل کر کے گفتگو کرنا گویا کسی کو دھوکہ دینا ہے، اور فون پر کسی کو دھمکی دینا، فحش باتیں کہنا یا گالی گلوچ وغیرہ یہ اخلاقاً بھی ناپسندیدہ اور گناہ کی باتیں ہیں اور اسلامی نقطہ نگاہ سے تو ہے ہی ناجائز۔

⑬ گفتگو کے آخر میں (چونکہ موبائل فون ایک قسم کی ملاقات ہی ہے) السلام علیکم کہنا چاہئے کہ ملاقات کا اختتام سلام پر ہو جائے۔ (اخلاقیات میں سے ہے کہ اگر آپ نے فون کیا ہے تو آپ ہی کو فیصلہ کرنا ہے کہ بات کب ختم کرنی ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سنت بھی یہ ہے کہ جب کوئی فرد آپ ﷺ سے ملنے آتا تو آپ اس وقت تک رخصت نہ ہوتے جب تک کہ وہ خود رخصت نہ ہوتا۔ یاد رکھئے فون اہم، فوری اور مختصر گفتگو کے لئے ہوتا ہے اس کے ذریعے کسی کو آزمائش میں نہ ڈالئے (غرض یہ کہ موبائل فون ایک طرح کی ملاقات ہے اس لئے بنیادی طور پر جو آداب ملاقات کے ہیں وہی فون پر گفتگو کرنے کے بھی ہیں)۔

"اذا دخلتم بیتاً فسلموا علی اھله واذا خرجتم فاودعوا اھله بسلام". (مشکوۃ المصابیح ص:۳۹۹، کتاب الآداب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو اور جب گھر سے باہر نکلو تو اپنے گھر والوں کو سلام کے ذریعہ رخصت کرو۔

⑭ خدا حافظ کہنے کا حکم:

بعض لوگ موبائل فون پر کال ختم کرتے وقت خدا حافظ کہتے ہیں، خدا حافظ کہنا ایک دعا ہے جس کے معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے۔ اس طرح کی ایک

دعا نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دی تھی اور فرمایا تھا "حفظك الله" کہ اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ (سنن ابوداؤد ۲/۶۱/۳۶۱) بوقت رخصت یا موبائل پر Call ختم کرتے وقت اگر چہ ان الفاظ کو رسماً استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کو سنت یا لازم نہ سمجھا جائے اور السلام علیکم کے بعد کہا جائے تو گنجائش ہے البتہ رخصت کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے السلام علیکم کہنے کی تعلیم دی ہے اور جاتے وقت سلام کہنے کو ملاقات کے سلام سے اچھا قرار دیا ہے اس لئے سلام کو زیادہ اہمیت دی جائے، کیونکہ یہ ایک مسنون عمل ہے اسے چھوڑ کر "خدا حافظ" کہنے سے سنت کا ترک لازم آتا ہے اس لئے "السلام علیکم" ہی کہنا چاہئے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ "اذا انتهى احدكم الى مجلس فليسلم فان بدا له ان يجلس ثم اذا قام فيسلم فليست الاولى باحق من الأخرة" (رواه الترمذی وابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے اٹھتے وقت پھر سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے کی بنسبت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

⑭ بعض لوگ اس موقع پر OK یا GOOD BY وغیرہ کہتے ہیں جو انگریزوں اور غیر مسلموں کا طریقہ ہے لہٰذا مسلمانوں کو اس موقع پر بھی السلام علیکم کہنے کو رواج دینا چاہئے۔

موبائل فون سے کال سننے کے آداب

① اگر کال کرنے والا سلام کرے تو وعلیکم السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ، یا صرف وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے جب ان کو فون پر سلام کیا جائے تو وہ سلام کا جواب دینے کے بجائے کہتے ہیں جی، میں بات کر رہا ہوں،

فرمائیے، آپ کون؟ یہ طریقہ درست نہیں کیونکہ سلام کا جواب دینا مسلمان پر واجب ہے کوئی بات کہنے سے پہلے وعلیکم السلام کہہ کر سلام کا جواب دے۔

② اگر کال کرنے والا سلام کے بجائے ہیلو کہے یا کچھ اور کہے تو کال سننے والے کو چاہئے کہ وہ سلام کرے اور کہے السلام علیکم۔

③ اگر کال کرنے والا سلام میں پہل کرنے کی فضیلت کے باعث کہے السلام علیکم اور کال سننے والا بھی دونوں بیک وقت کہیں السلام علیکم تو سلام کا جواب دینا واجب ہو جائے گا لہٰذا دونوں وعلیکم السلام بھی کہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو سلام کرنے کا آغاز کیا ہے اس لئے ہر شخص پر جواب دینا واجب ہوگا۔ (اصلاحی خطبات ج۔۶ ص ۲۱۵)

④ اگر کال کرنے والا سوال کرے کہ آپ کون بات کر رہے ہیں تو کال سننے والے کو حق ہے کہ وہ ان سے پوچھے کہ آپ کون ہیں اور آپ نے کس کو فون کیا ہے اگر وہ اپنا تعارف کرا کے بتا دے کہ میں نے فلاں صاحب سے بات کرنی ہے تو سننے والے کو چاہئے کہ وہ اپنا تعارف کرا کے بتا دے کہ جی میں وہی بات کر رہا ہوں جن کو آپ نے فون ملایا ہے، اور اگر وہ کسی اور کا نام لے تو اس کو بتا دیں کہ میں فلاں آدمی بات کر رہا ہوں یہ میرا نمبر ہے ان کا نہیں شاید آپ سے نمبر غلط مل گیا ہے۔

⑤ موبائل فون میں بلا اجازت گفتگو محفوظ کرنا یا اسپیکر کھول کر گفتگو سننا

موبائل فون سے ایک کبیرہ گناہ لوگوں کی گفتگو کی جاسوسی ہے، لوگ دوسری طرف سے آنے والی آواز کو اپنے موبائل میں محفوظ (Record) کر لیتے ہیں، جسے بعد میں مختلف مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں یا وہاں پر موجود لوگوں کو سنانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر (Loud Speaker) کھول دیتے ہیں، جس کا سامنے والے کو

کوئی علم نہیں ہوتا اگر وہ بات ان کو پتہ چل جائے تو ناراض ہو جائے یا سنبھل کر بات کرے۔ عام حالت میں بلا اجازت موبائل فون میں کسی کی گفتگو محفوظ کرنا یا بات دوسروں کو سنانا جائز نہیں، کیوں کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ''مجلسوں میں کہی گئی بات امانت ہے'' ٹیپ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محفوظ نہ رہے گی، بلکہ اس کے دوسرے تک پہنچنے کا امکان ہے اس طرح یہ خیانت ہوگی جو کہ حرام ہے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے اندر امانت نہیں اس کا دین کامل نہیں۔ (ترمذی ج:۲ص:۱۷) (موبائل کی نعمت :ص ۲۵)

امانت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا اخفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والے کے لئے امانت کے مانند ہے، اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنا چاہئے)۔ (ترمذی۔ ابوداود۔ مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ ''جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد (وعدہ) مضبوط نہیں، اس کا دین نہیں''۔ (مشکوٰۃ) (بحوالہ اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص۔ ۲۰۸، ۲۰۹)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی کی گفتگو کو اس کی اجازت کے بغیر ریکارڈ کرنا جائز نہیں یہ امانت داری کے خلاف ہے البتہ اس کا دارومدار غرض پر ہے کہ کس قسم کی باتوں کو کس غرض سے ریکارڈ کرنا جائز نہیں تاہم غرض صحیح کی بناء پر کسی کی بات کو ریکارڈ کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ (موبائل فون کا استعمال :ص ۶۱، ۶۲)

موبائل فون کی گھنٹی:

موبائل فون کی گھنٹی کا مقصد اطلاع کرنا ہے اور یہ مقصد ایک سادہ سی گھنٹی سے حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن بہت سارے لوگ لاعلمی میں یا شوق میں اپنے موبائل فون پر سادہ گھنٹی کے بجائے میوزک اور انڈین یا انگریزی گانوں کی ٹونز لگا دیتے ہیں اور انہیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ ایسی گھنٹی لگا کر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور تو اور اللہ کے گھر ذکر کے مراکز مساجد بھی اس وبا سے محفوظ نہیں۔ کتنے نمازی ہیں جنہوں نے میوزک والے رنگ ٹون لگائے ہوئے ہوتے ہیں اور ایسے بیہودہ قسم کی گھنٹیاں کہ جس کا سننا ایک عام مہذب مجلس میں بھی آداب کے خلاف سمجھا جاتا ہے موبائل فون کی ان گھنٹیوں نے مساجد کے تقدس کو پامال کر کے رکھ دیا ہے اور نمازیوں کی نمازوں میں خلل ڈال کر مساجد کی پرسکون فضاؤں کو مکدر کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ حرمین شریفین جیسے انتہائی مقدس و مبارک مقامات بھی ان میوزیکل گھنٹیوں سے محفوظ نہیں رہ سکے اور سالہا سال کی حسرت اور تمنا کے بعد جو لوگ محض اللہ کی رضا کے لئے حرمین شریفین میں حاضر ہوتے ہیں یہ بیہودہ گھنٹیاں ان کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی، مقام ابراہیم، اور حطیم، ریاض الجنۃ، جنۃ البقیع اور حرمین شریفین کی نمازوں کی جماعت میں سارا خشوع و خضوع، سکون قلب تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں اور عبادت میں خلل کا باعث بنتے ہیں، اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ جو اللہ کے حبیب موسیقی کے سامان کو توڑنے کے لئے بھیجے گئے ان کے روضہ اقدس پر بھی یہ گھنٹی بند نہیں ہوتی۔ مسلمانو! سوچو اللہ سے ڈرو یہ کیا کر رہے ہو؟ کس کو خوش کر رہے ہو؟ اسلام دشمنوں کو؟ شیطان کو؟ نفس کو؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کر رہے ہو۔ یاد رکھو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کرنے والے کبھی فلاح نہیں پا سکتے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے، کبھی عزت نہیں پا سکتے۔

فوز و فلاح انہی کے حصے میں آتی ہے جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں، ہاتھ جوڑ کر آپ سے درخواست کرتا ہوں خدارا اپنے موبائل سے گانے بجانے والی گھنٹیاں ختم

کر دیں۔ کیونکہ یہ بہت بڑی سازش ہے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف۔

میوزک کفار کا ایک مہلک ترین ہتھیار:

جب سائنسدانوں کے سامنے اس بات کی حقیقت کھلی کہ فلاں فلاں طریقے سے انسان کا دماغ انفارمیشنز قبول کرتا ہے تو انہوں نے اس بات پر محنت کی ہم دوسرے بندے کے دماغ میں اپنی مرضی کی بات کیسے ڈالیں کہ اس کو پتہ بھی نہ چلے۔ چنانچہ اس پر بہت زیادہ کام کیا گیا۔ بالخصوص کفار نے اس پر بڑا کام کیا کہ ہم کس طرح دنیا کے لوگوں کی سوچ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ دن رات کی ریسرچ کے بعد ان کو اس کا بہترین طریقہ "میوزک" کی شکل میں نظر آیا۔ گویا انہیں مسلمانوں کی دینی غیرت کا جنازہ نکالنے کا یہ سب سے بڑا ہتھیار نظر آیا۔

جب انہوں نے دیکھ لیا کہ ہمارے پیغام آسانی سے دوسرے بندے کے دماغ میں جا کر بیٹھ رہے ہیں اور وہ ہماری بات قبول کر رہے ہیں تو ان کو تو یہ کام بڑا آسان نظر آیا کہ ہم پوری دنیا کی سوچ اپنی سوچ کے مطابق کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے طریقہ یہ بنایا کہ میوزک کو ہر چیز میں داخل کر دو۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ یہ پروگرام سنتے ہیں اور ان کو ہر چیز کے بیک گراونڈ میں میوزک سنائی دیتی ہے۔ اب تو ایسا بھی ہو گیا ہے کہ اب نعتوں کے بیک گراونڈ میں بھی میوزک شروع ہو گئی ہے۔ ٹی وی پر کلمہ طیّبہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے اور اس کے بیک گراونڈ پر میوزک آ رہی ہوتی ہے۔ سیل فون کی بیل دیکھو تو اس میں میوزک ہے اور ایسی ایسی میوزک آ گئی ہے جو مسجدوں میں بھی آج کل بج رہی ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوتے ہیں اور میوزک بج رہی ہوتی ہے، کھڑے نماز میں ہوتے ہیں اور اس دوران صف میں سے کسی کا سیل فون بج رہا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے میوزک آ رہی ہوتی ہے، کوئی مسلمان نوجوان ایسا نہیں جس کے دل میں یہ تمنّا ہو کہ میں ریسرچ کر کے اس کو السلام علیکم کی آواز میں تبدیل کر دوں تا کہ جب بھی فون کی بیل آئے تو وہ اونچی آواز سے السلام علیکم، السلام علیکم کہنا

شروع کر دے۔ تو پوری دنیا میں دیندار لوگوں کو دین سے ہٹانے کا یہ کام وہی ایک دماغ کر رہا ہے۔ لیکن قربان جائیں نبی ﷺ کی بصیرت پر کہ محبوب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی فرمادیا تھا کہ میں ''مزامیر'' یعنی موسیقی کے آلات کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

ایک وقت تھا کہ جب موسیقی فقط کانوں کی لذت تھی مگر آج کانوں کی لذت نہیں بلکہ دین کا خسارہ اور ایمان کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔ للہذا پہلے کی نسبت آج کی موسیقی بہت ہی زیادہ نقصان دہ ہے۔ (خطبات فقیر: ج ۱۲، ص ۲۲۱، ج ۱۹، ص ۲۲۶، ۲۲۷)

راگ راگنی کی مذمت احادیث میں:

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے ساز اور باجوں کو مٹادوں۔ (ترمذی)

سنن ابی داؤد میں حضرت نافعؒ سے مروی ہے انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ساز سنا تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا، حضور ﷺ نے مزامیر کی آواز سنی اور آپ نے بھی اپنی انگشت مبارک اپنے کانوں میں دے لی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد)

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بعض لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ، ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گوایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

جامع ترمذی میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں خسف

(زمین میں دھنسنا) اور مسخ (آدمی سے جانور بنا دینا) واقع ہوگا جب علی الاعلان ہو جائیں، گانے والیاں اور معازف (باجہ دستار) وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے آلات موسیقی توڑنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ موسیقی کی آواز کو سرور کائنات ﷺ نے ملعون آواز قرار دیا ہے۔ حضرت انسؓ وحضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے ایک خوشی کے موقع پر باجے تاشے کی آواز، دوسری مصیبت کے موقع پر آہ و بکا اور نوحہ و ماتم کرنے کی آواز"۔

آپ ﷺ موسیقی سے اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ ایک موقع پر ان گھنٹیوں کو نکال ڈالنے کا حکم فرمایا جو جانوروں کے گلے میں بندھی تھیں اور فرمایا کہ فرشتے ایسی جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جس میں گھنٹی ہو۔ متعدد روایات میں آپ ﷺ نے شراب نوشی، قتل و غارت گری، رقص و سرود اور گانے بجانے کی کثرت کو قیامت کی علامت بتایا ہے۔

آج اس سے بڑھ کر موسیقی کی کثرت کیا ہوگی کہ ہماری مساجد اور مجالس وعظ بھی اس منحوس آواز سے گونجنے لگی ہیں اور تو اور اب یہ وبا حرمین شریفین میں بھی عام ہو چکی ہے۔ وہ مقدس ترین مقامات جہاں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سانس بھی ادب سے لیا کرتے تھے مگر شیطانی آوازیں وہاں بھی پیچھا نہیں چھوڑتیں اور جا بجا گونجتی سنائی دیتی ہیں۔

آقائے نامدار ﷺ نے تو آلات موسیقی کی توڑ پھوڑ کو اپنی بعثت کا مقصد قرار دیا ہے اور امتی کا حال یہ ہے کہ دل سے اس کی نفرت ہی نکل گئی اور اس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ گناہ کا آخری اور مہلک ترین درجہ یہ ہے کہ انسان گناہ تو کرے لیکن گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے۔ ایسے شخص کو اکثر توبہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے توبہ اسی وقت کرے گا جب اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتا ہو اور جب اپنے

آپ کو گناہ گار ہی نہیں سمجھتا تو پھر توبہ کیسی اور کس چیز کی؟

① مساجد کے تقدس کی پامالی:

ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ قیام پاکستان سے پہلے مسلمانوں کی غیرت کا یہ عالم تھا کہ کسی ہندو میں بھی جرأت نہیں تھی کہ مسلمانوں کی مساجد کے باہر کوئی جلوس یا بارات باجے بجاتے ہوئے لے کر گزرے...... لیکن اب حال یہ ہے کہ باہر نہیں بلکہ مساجد کے اندر موبائل فون کے ذریعے میوزک بھی بجتا رہتا ہے اور موسیقی کی دھنیں بھی نشر ہوتی رہتی ہیں مگر کسی کو اعتراض کی جرأت، اس لئے نہیں کیونکہ سب ہی اس گناہ میں کسی حد تک ملوث ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آخر زمانے میں اس امت کے کچھ لوگوں کی شکلوں کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں بلکہ وہ روزے بھی رکھتے ہوں گے، نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے اور حج بھی کرتے ہوں گے۔'' کہا گیا کہ آخر پھر ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''وہ گانے بجانے کے آلات اپنالیں گے''۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس امت میں بھی دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے'' پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا ''جب آلات موسیقی کا رواج عام ہو جائے گا''۔ (موبائل فون کا استعمال ص۔ ۱۹، ۲۰)

میرے بھائیو! مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، ان کا ادب و احترام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مساجد کو ہر قسم کے شور و غوغا، لہو و لعب اور تمام خرافات و واہیات سے پاک و صاف رکھا جائے، کیونکہ مساجد کا قیام اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہے،

ان مساجد کو تمام خرافات قبیحہ اور ہر قسم کے آلات موسیقی سے پاک وصاف رکھنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے، لہٰذا اگر موبائل فون میں گانے بجانے اور میوزک کی گھنٹی محفوظ کردی گئی ہو اور مسجد میں اس کی بیل بجنے لگے تو یہ مسجد کی بے حرمتی کے مترادف اور مسجد کی عظمت کے منافی ہے، کیونکہ گانا بجانا اور میوزک وموسیقی فی نفسہٖ ایک حرام اور قبیح ترین فعل ہے اور قرآن واحادیث میں ان کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" (لقمان:٦)

ترجمہ: "اور وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اس کو ہنسی وہ جو ہیں اس کو ذلت کا عذاب ہے"۔

چنانچہ "لهو الحديث" کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

"ان لهو الحديث هو الغناء واشباهه". (سنن الكبرىٰ للبيهقي. ج١، ص ٢٣٢)

یعنی لہوالحدیث سے مراد گانا بجانا اور اسی قسم کی اور بہت سی چیزیں جو گانے بجانے اور میوزک وموسیقی کے مشابہ ہوں۔ (فتاویٰ بینات: ج۴، ص۴۰۵)

لہٰذا فون کی گھنٹی سادی سے سادی ہونی چاہئے گانا اور میوزک جیسی شیطانی آواز کی گھنٹی نہیں لگانی چاہئے، اگر کوئی گانے کی آواز جیسی گھنٹی لگائے گا تو اس کو اتنی دیر گانا سننے کا گناہ ہوگا جتنی دیر تک موبائل سے یہ آواز آتی رہے گی۔ ایسی صورت کو مجبوری یا غیر ارادی بھی قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ یہ گھنٹی اور آواز اس نے اپنے شوق اور اختیار سے لگائی ہے، اور بعض اوقات متعلقہ کمپنی سے گانوں جیسی "رنگ ٹون" منگوا کر اپنے

موبائل فون میں لگا کر حرام لذت حاصل کرتا ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ سادی سی گھنٹی لگائے اور خود کو حرام آواز کے سننے سے بچائے۔

④ موبائل فون کی موسیقی والی گھنٹیوں نے خانہ کعبہ، مسجد نبوی اور مساجد و خانقاہوں کا پرسکون فضا کو شدید متاثر کیا ہے موجودہ دور کے لغو اثرات مذہبی لوگوں پر بھی اس قدر حاوی ہو گئے ہیں کہ وہ ان مقدس مقامات پر آتے ہوئے اپنے فون کی گھنٹی بند کرنا بھول جاتے ہیں، یہ غفلت اور بے گانگی کی انتہاء نہیں جبکہ نماز کا ٹائم ہے اور مساجد سے باہر آکر فون سننے میں مصروف ہوتے ہیں۔

لہٰذا تمام دردمند مسلمانوں سے التماس ہے کہ..... خدارا! اپنے موبائل فون پر عام اور سادہ گھنٹی (Tones) لگائیں جو آپ کو صرف فون آنے کی اطلاع دے نہ کہ آپ کو گانوں اور نغموں کی طرف متوجہ کرے کیونکہ گانا بجانا اور سننا حرام ہے۔ مساجد اور مجالس وعظ میں داخل ہوتے وقت اپنے موبائل فون کی گھنٹی بند کر دیجئے کیونکہ ان کی بجنے والی گھنٹیاں نمازی کے لئے نماز میں خلل اور گناہ کا باعث بنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے طرف متوجہ کرتی ہیں۔

آیئے! ہم اور آپ مل کر عہد کریں کہ..... حضور علیہ السلام کے امتی اور ایک دردمند مسلمان ہونے کے ناطے ہم اپنے کسی غلط عمل کے ذریعے حضور علیہ السلام کی تکلیف اور اللہ رب العزت کی نافرمانی کا باعث نہیں بنیں گے۔

موبائل فون کی گھنٹی کی جگہ آذان یا قرآنی آیات وغیرہ لگانا:

موبائل فون کی رنگ ٹون یعنی گھنٹی کا مقصد فون آنے کی اطلاع ملنا ہے جیسے کوئی شخص آپ سے ملاقات کا متمنی ہو اور دروازے پر دستک دے اس اطلاعی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قرآن پاک کی آیات یا آذان وغیرہ کی آواز کو استعمال کرنا درست نہیں۔

واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و بزرگ وعظیم ہے، اسی طرح

اس کی تمام صفات بھی عظیم ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور مدح میں منہمک رہنا ایک قابل ستائش فعل ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء خواہ ذاتی ہوں یا صفاتی، ان تمام کی عزت واحترام کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے اور حق تعالیٰ شانہ نے اپنے بندوں کو اس امر کی تاکید فرمائی ہے کہ تم حق تعالیٰ شانہ کے ان پیارے پیارے ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارو اور انہی اسماء کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى". (الاسراء: ۱۱۰)

ترجمہ: کہہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جو نام لے کر پکارو سو اسی کے ہیں سب نام خاصے"۔

دوسرے مقام پر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (الرعد: ۲۸)

ترجمہ: "خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی دنیوی غرض سے قطع نظر اللہ تعالیٰ کے ناموں کو صرف اس کے ذکر اور اس کی بزرگی بیان کرنے کے لئے لینا اور یاد کرنا درست ہوگا۔ لیکن عوام الناس دانستہ یا نادانستہ طور پر موبائل فون میں جو اللہ اکبر یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام یا قرآن کریم کی کوئی آیت محفوظ کر دیتے ہیں اور کال آنے کی صورت میں بجائے گھنٹی کے اللہ اکبر یا قرآن کریم کی تلاوت جیسی آواز نکلتی ہے تو شریعت مطہرہ کی رو سے اس ٹیل کا استعمال جائز نہیں اس میں اللہ جل جلالہ کے مبارک اور قابل عزت وعظمت نام کے ذریعہ کسی کو اطلاع دینے کے لئے استعمال کرنا لازم آتا ہے جو کہ گناہ عظیم ہے اللہ کے نام کو اس طرح استعمال کرنا عظمت کے منافی اور توہین کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا موبائل فون میں اسے استعمال نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کا مبارک نام خالص ذکر الٰہی کی

نیت اور ارادہ سے لینا چاہئے اپنی کوئی دنیاوی غرض پوری کرنے کے لئے اس مبارک نام کو استعمال کرنا بہت نامناسب اور ایمانی غیرت کے منافی ہے۔فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں کو اپنی آمد کی خبر دینے کے لئے یا اللہ کہے تو یہ مکروہ ہے اسی طرح کوئی شخص سبق ختم کرنے کی خبر دینے کے لئے واللہ اعلم کہے تو یہ مکروہ ہے۔

یا کوئی چوکیدار زور سے لا الہ الا اللہ پڑھے اور اس سے اس کا مقصد اپنے بیدار ہونے کی خبر دینا ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔(رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ۶/۴۳۱۔بحوالہ فتاویٰ بینات: ج۴ص ۴۰۸،۴۰۹)

گھنٹی کی جگہ قرآنی آیت یا اذان وغیرہ کے ناجائز ہونے کی وجہ:

جواب [۱]: فقہی عبارات میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی آیات ذکر و تسبیح، درود شریف وغیرہ کے کلمات اور ایسی نظمیں یا نعتیں جو ذکر اللہ پر مشتمل ہوں اور ان سے مقصود ذکر اللہ ہو، مثلاً اسماء حسنیٰ پر مشتمل نظم وغیرہ اور ایسی تمام چیزوں کو ذکر کے علاوہ کسی اور جائز مقصد کے لئے استعمال کرنے کے جواز اور عدم جواز کا مدار اغراض و مقاصد پر ہے، اگر مقصد شرعاً درست ہو تو اس مقصد کے لئے اس کا استعمال جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

مثلاً وہ مقاصد دو قسم کے ہو سکتے ہیں۔

۱-تذکیر لذکر اللہ، ۲-اعلام

مذکورہ بالا مقدس کلمات کو فون سننے کی گھنٹی کی جگہ استعمال کرنے سے اگر یہ مقصد ہو کہ کوئی شخص فون کرے تو جب تک وہ فون نہ اٹھائے اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام، ذکر اللہ یا دینی یا اصلاحی مضامین پر مشتمل نظموں یا نعتوں سے مستفید ہوتا رہے، تو اس مقصد کے لئے مذکورہ مقدس کلمات کو فون سننے کی گھنٹی کی جگہ استعمال کرنے کی فی نفسہ گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن چونکہ مذکورہ بالا مقصد کے حصول میں

شرعاً درج ذیل خرابیاں لازم آسکتی ہیں، اس لئے ان سے بچنا ضروری ہوگا۔

۱۔ پہلی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اچانک فون اٹھانے کی صورت میں قرآنی آیات درمیان میں کٹ جائیں گی، جس میں ان آیات کی بے ادبی لازم آتی ہے، لہٰذا قرآنی آیات اس مقصد کے لئے استعمال نہ کی جائیں، نہ سننے میں، نہ سنانے میں۔

۲۔ دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ جس شخص کو فون کیا گیا ہے بعض اوقات وہ بیت الخلاء میں ہوتا ہے تو فون آنے پر ایسی حالت میں مذکورہ مقدس کلمات کے موبائل فون پر جاری ہونے میں بے ادبی ہوگی، لہٰذا مقدس کلمات فون سننے کی گھنٹی کے جگہ میں استعمال نہ کی جائیں۔

اور اگر دوسرا مقصد یعنی ''اعلام'' پیش نظر ہو یعنی مذکورہ مقدس کلمات کو اس لئے موبائل فون میں مقرر کیا جائے تا کہ اس کے ذریعے فون آنے کی اطلاع ملنے کا فائدہ حاصل ہو تو اس مقصد کے لئے مذکورہ بالا کلمات کو استعمال کرنا درست نہیں، مکروہ ہے۔ (خلاصہ یہ ہے کہ موبائل فون پر قرآنی آیت کی گھنٹی لگانا جائز نہیں اور نعت لگانا بھی مناسب نہیں)۔

اذا فتح التاجر الثوب فسبح الله تعالیٰ او صلی علی النبی ﷺ یرید به اعلام المشتری جودة ثوبه فذلك مکروه الخ. (الفتاوی الهندیه ۳۱۵/۵، رشیدیة) (کذا فی الدر المختار، ۴۳۱/۶، سعید). (بحوالہ موبائل فون کا استعمال ص۔۲۷،۲۸)

فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر گاہک تاجر کے پاس کپڑا خریدنے کے لیے آیا جب تاجر نے کپڑا کھولا تو سبحان اللہ پڑھا اور درود شریف پڑھا جبکہ اس کا مقصد گاہک کو کپڑے کی عمدگی سے آگاہ کرنا ہے تو یہ مکروہ ہے۔

جوابی کال میں گانے کی رنگ ٹون لگانے کا حکم:

موبائل فون میں ایسی رنگ ٹون لگانا کہ رابطہ کرنے والے کو گھنٹی کے بجائے گانا سنائی دے قطعاً جائز نہیں یہ نہ صرف گناہ ہے بلکہ گناہ کی تبلیغ ہے البتہ اگر کسی شخص کو ایسے آدمی سے رابطہ کی ضرورت پڑے جس نے موبائل کی جوابی رنگ ٹون میں گانا لگا رکھا ہے بلا ارادہ مجبوراً گانے کی آواز سن لے تو وہ گناہ گار نہ ہوگا، لیکن اس کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کو تنبیہ ضرور کرے اور کوشش کرے تا کہ وہ یہ گھنٹی ختم کروادیں۔ (موبائل کی نعمت کا صحیح استعمال کیجئے ص۔۱۵)

نیز چونکہ ایسی رنگ ٹون لگانے پر فون کمپنی اضافی چارجز وصول کرتی ہے لہٰذا گانے کے گناہ کے ساتھ ساتھ پیسہ فضول خرچ کرنے کا بھی گناہ ہے کیونکہ یہ اسراف کے زمرے میں آتا ہے۔

جوابی کال میں قرآنی آیات، احادیث اور کلمات مقدسہ کا حکم:

جوابی کال میں قرآنی آیات، اذان، احادیث، کلمات مقدسہ، درود شریف وغیرہ کا وہی حکم ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے چونکہ ان کا مقصد کال کرنے والے کو کال پہنچنے کی اطلاع ہے نہ کہ ذکر اللہ، تذکیر یا ذکر ہے۔

علامہ شمس الحق افغانیؒ لکھتے ہیں کہ احکامات کا اجراء ان کے مقاصد پر موقوف ہے یعنی کسی کام کے اوپر جو حکم مرتب ہوتا ہے وہ حکم اس کام کے مقصود کے تقاضہ کے مطابق ہوگا، لہٰذا فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ ذکر اللہ، کلمات مقدسہ اور قرآنی آیات کو اعلام اور خبرداری کے لئے استعمال کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ (موبائل فون کے شرعی احکام ص۔۲۱)

نماز کے دوران موبائل فون بند کرنے کا حکم:

یہ کہ جب نماز کے لئے مسجد میں آئیں تو مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی موبائل فون یا کم از کم اس کی گھنٹی بند کر دینا چاہئے، اور اسکو اپنی روزمرہ کی عادت بنالینا

چاہئے۔ لیکن اگر بتقاضائے بشریت موبائل فون بند کرنا بھول جائے اور ایسی صورت میں دوران نماز موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگے تو اس کے کسی بٹن کو دبا کر اسے بند کر دیا جائے، اگر دائیں جیب میں موبائل ہو تو دائیں ہاتھ سے اور اگر بائیں جیب میں ہو تو بائیں ہاتھ سے بند کیا جائے۔ اس طرح کرنے سے نہ تو عمل کثیر لازم آتا ہے اور نہ ہی نماز فاسد ہوتی ہے۔

ہاں اگر کوئی موبائل فون اپنی جیب سے نکال کر پھر بند کرے یا بار بار گھنٹی آنے کی صورت میں وہ موبائل فون بار بار بند کرتا رہا تو اگر ایک رکن میں تین دفعہ یہ عمل دھرایا تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ عمل کثیر کے زمرے میں آئے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ جیسا کہ ''ردالمختار'' میں ہے:

''شرح تنویر میں فرماتے ہیں: اور نماز کو ہر عمل کثیر فاسد کرتا ہے جو نماز کے افعال میں سے نہ ہو، اور نہ نماز کی اصلاح کے لئے ہو، اس بارے میں پانچ اقوال ہیں: صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ فعل عمل کثیر میں داخل ہے جس کی وجہ سے دور سے دیکھنے والا اس کے مرتکب کے بارے میں اس بات کا شک نہ کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ شامی میں ہے: دوسرا قول یہ ہے کہ: جو کام عادۃً دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے وہ کثیر ہے، اگر چہ وہ ایک ہاتھ سے کیا گیا ہو، جیسا کہ عمامہ باندھنا، شلوار باندھنا۔ اور ہر وہ کام جو ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ قلیل ہے، اگر چہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے۔ جیسا کہ شلوار کھولنا، ٹوپی پہننا، اتارنا مگر جب مسلسل تین بار تکرار کے ساتھ ہو...... آگے لکھتے ہیں کہ شرح منیہ میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ دوسرا قول پہلے قول سے خارج نہیں، اس لئے کہ جو کام عام طور پر دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے، دیکھنے والے کا ظن غالب یہی ہوتا ہے کہ اس کا مرتکب نماز میں نہیں''۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ و مایکرہ فیھا. ۱/ ٦٢٤ بحوالہ فتاویٰ بینات ج۲، ص۴۰۶، ۴۰۷)

لہٰذا اگر نماز کے دوران موبائل کو نکال کر دیکھا اور بند کر لیا پھر جیب میں ڈال دیا

تو دیکھنے والے کو اشتباہ ہوگا کہ یہ نمازی ہے یا نہیں اس لئے اگر موبائل نکالے بغیر بند کیا جائے تو عمل قلیل ہونے کی وجہ سے گنجائش ہے اگر نکالے بغیر بند کرنا ناممکن ہو یا ایک ہاتھ سے نکالنے میں وقت لگتا ہے یا سردی کا موسم ہو جسم پر دو تین قسم کا لباس ہو تو بھی جیب میں موبائل نکالنے میں وقت لگتا ہے، اسی طرح آج کل موبائل فون کو چمڑے کے کور میں رکھا جاتا ہے جس سے نکالنے میں دونوں ہاتھ کا استعمال لازمی ہے تو ان صورتوں میں نماز توڑ دی جائے موبائل بند کر کے از سر نو تکبیر تحریمہ سے نماز کا آغاز کیا جائے کیونکہ گھنٹی بجنے سے تمام نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو تو بہتر یہ ہے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل واقع نہ ہو جائے، اگر عمل قلیل سے بند ہو جائے تو درست ورنہ عمل کثیر سے خود بخود نماز فاسد ہو جائے گی۔ (موبائل فون کے شرعی احکام ص ۳۷)

مس کال کرنا:

موبائل فون پر مس کال کرنے یعنی کسی کے نمبر پر ایک آدھی گھنٹی بجا کر کال کو کاٹ دینا اس کے کئی مقاصد ہو سکتے ہیں۔

(۱) اگر کسی سے کوئی ضروری کام ہے اور موبائل فون میں بیلنس نہ ہو تو اس نیت کے ساتھ مس کال کرنا تاکہ وہ مجھے فون کرے اگر اس شخص سے بے تکلفی ہے یا یہ علم ہے کہ جب وہ اس کے جواب میں فون کریگا تو اسے کوئی ناگواری نہ ہوگی، شرعاً اور اخلاقاً ٹھیک ہے لیکن اگر کال کرنے کے لئے بیلنس نہ ہو تو بجائے مس کال کرنے کے اگر میسج بھیج دیا جائے کہ میرے موبائل میں بیلنس نہیں ہے آپ مجھے کال کریں آپ سے ضروری بات کرنی ہے یہ مس کال کرنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ صاحب آپ کو جانتے ہوں آپ کا نمبر ان کے پاس محفوظ ہو اور ان سے ایسا تعلق بھی ہو۔ موبائل میں بیلنس ہونے کے باوجود اس نیت کے ساتھ مس کال کرتا ہے کہ تاکہ وہ مجھ سے بات کرے اور میرا بیلنس خرچ نہ ہو اور اس کا

خرچہ ہو جس کو مس کال کی جارہی ہے یہ بخل ہے اور بعض اوقات تو کام بھی انہیں کا ہوتا ہے اور مس کال بھی وہی کر رہے ہوتے ہیں۔

اس بخل کی ایک مثال

ہمارے ایک مہمان بلوچستان سے آئے ہوئے تھے اور عمرہ پر تشریف لے جارہے تھے تو ان کے فون پر بار بار مس کال آرہی تھی تو ہم نے کہا کہ آپ ان سے بات کرلیں تو انہوں نے بتایا کہ مس کال کرنے والے صاحب 17 گریڈ کے سرکاری افسر ہیں اور مس کال اس لئے کر رہے ہیں کہ میں ان کو فون کروں اور پھر وہ مجھ سے کہیں کہ آپ عمرہ کے لئے جارہے ہیں ہمارے لئے دعا کریں یعنی فون بھی میں کروں اور ان کی درخواست سنوں کہ ہمارے لئے دعا کریں اور پھر ایسا ہی ہوا کہ ان بے چاروں کو خود فون کرنا پڑا اور وہی بات ہوئی کہ ہمیں بھی دعا میں یاد رکھیں۔

ہمیں بھی ایسے کئی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے کہ کام بھی ان کو ہم سے ہوتا ہے اور مس کال کرتے ہیں تا کہ ہم ان کو فون کر کے ان کا مسئلہ سن لیں۔

ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو مس کال کی جارہی ہے وہ مصروف آدمی ہے کہیں اس کے کام میں خلل نہ پڑے اور مس کال کریں اگر وہ فارغ ہوں گے تو ہمیں فون کریں گے اور ہم ان سے بات کرلیں گے۔ یہ بھی درست بات ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ صاحب آپ کو جانتے ہوں آپ کا نمبر ان کے پاس محفوظ ہو اور ان سے ایسا تعلق بھی ہو، اور اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ میسج کے ذریعے معلوم کرلے کہ اگر آپ فرصت میں ہیں تو میں آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

مس کال کے ذریعہ کسی تنگ کرنا اور بار بار گھنٹی دیکر کسی کی مصروفیات میں یا آرام میں خلل ڈالنا اور پریشان کرنا گویا ایک مسلمان کو ایذا میں مبتلا کرنا ہے اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے، چنانچہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"

کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ (بخاری ج ۱)

کال وصول نہ کرنا:

بعض لوگوں کے ٹیلیفون کی گھنٹیاں بجتی رہتی ہیں وہ کال وصول نہیں کرتے، اس کی چند وجوہات ہوتی ہیں۔

(۱) کسی ایسے شخص کی کال ہے جو بلا وجہ تنگ کرتا ہے یا کوئی بے مقصد بات کرتا ہے اور محض وقت ضائع کرتا ہے ایسے شخص کی کال وصول نہ کرنے میں کوئی حرج ہیں۔

(۲) کسی ایسے شخص کی کال آرہی ہو جس نے آپ کو کوئی کام ذمہ لگایا ہو اور آپ نے وہ کام نہ کیا ہو اب وہ بار بار کال کر رہا ہے اور آپ کال وصول نہیں کرتے کہ اس کو کیا جواب دوں ایسی کال وصول نہ کرنا ڈبل جرم ہے ایک یہ کہ آپ نے اس کا کام نہ کرکے وعدہ خلافی کی ہے دوسرے یہ کہ وہ پریشانی میں آپ کو فون کرتا ہے کہ آپ سے پوچھے کہ اس کا کام ہوا یا نہیں آپ اس کی کال وصول نہ کرکے اس کے لئے پریشانی اور اذیت کا باعث بن رہے ہیں اور کسی مسلمان کو اذیت دینا گناہ ہے بجائے اس کے کہ وہ بار بار کال کرے آپ اس کیلئے پریشانی کا سبب بنیں اس کی کال وصول کرکے اس کو بتادیں یا معذرت کر دیں کہ آپ کا کام نہیں ہوسکا تاکہ اسے اطمینان ہو جائے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وعدہ خلافی کتنا بڑا جرم ہے، حیرت کی بات یہ ہے کہ لوگ اسے بالکل معمولی بات سمجھتے ہیں وعدہ کی کوئی اہمیت ہی نہیں سمجھتے۔

وعدہ خلافی سے توبہ:

وعدہ خلافی سے اللہ کے حضور سچی توبہ کی جائے، کیونکہ ماضی میں لوگوں سے یا اللہ سے جو وعدہ خلافیاں ہوگئی ہوں ان سب کی معافی مانگنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ اگر لوگوں سے بھی معذرت کی جائے جن کے ساتھ وعدہ خلافی کی تھی تو زیادہ بہتر

ہے۔ وعدہ کی پابندی بلند اخلاق کا مظہر ہے اور جو حضرات اللہ کے متلاشی ہوں ان کے لئے وعدہ کی پابندی از حد لازمی ہے کیونکہ اللہ کے بندے وعدہ خلاف نہیں ہوتے۔

لہٰذا ملّت اسلامیہ کے اکابرین یعنی علماء، مشائخ کرام، ادباء، اساتذہ، فضلاء اور دانشوروں کو خاص کر وعدہ کی پابندی پر کاربند رہنا چاہئے کیونکہ عوام الناس نے انہی کے قول و فعل کا تأثر لے کر عملی زندگی میں اسلامی اصولوں کی پیروی کرنا ہوتی ہے۔ اگر وہ ہی پابندیٔ وعدہ پر عمل نہ کریں تو پھر عوام الناس ان کی پیروی کیسے کریں۔ مجموعی طور پر بھی کسی قوم یا فرد کی عزت کا دار و مدار وعدہ کی پابندی اور سچائی پر ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں پابندیٔ وعدہ کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اور وہ آیات حسب ذیل ہیں:

۱. يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ.

اے ایمان والو! اپنے وعدوں کو پورا کرو۔ (مائدہ:۱)

۲. وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا.

اور عہد کو پورا کرو، بے شک وعدہ کی باز پرس ہوگی۔ (بنی اسرائیل:۳۴)

۳. فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ.

پس اس کا اثر ان کے دل میں خدا نے نفاق رکھا اس دن تک جب وہ اس سے ملیں گے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کر کے خلاف ورزی کی کیونکہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ (توبہ:۷۷)

۴. وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ.

اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ جب قول باندھو۔ اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو، بے شک اللہ تمہارے

کام جانتا ہے۔ (نحل:۹۱)

وعدہ کی چار صورتیں ہیں، وعدے کی پہلی صورت تو وہ وعدہ ہے جو روز ازل کو اللہ اور بندوں کی روحوں کے درمیان ہوا کہ اسے اپنا معبود اور رب تسلیم کیا جائے۔ اس وعدے کا پورا کرنا زندگی کا پہلا فرض ہے۔ دوسرا وعدہ جو اللہ کا نام لے کر بیعت یا اقرار کی صورت میں کیا جاتا ہے، تیسرا وعدہ جو لوگوں میں آپس میں ہوتا ہے۔ وعدہ کی چوتھی صورت حقوق کی ہے جو اللہ کی طرف سے ایک دوسرے کے ساتھ مقرر ہیں ان کا پورا کرنا بھی وعدہ کی پابندی میں شامل ہے۔

وعدہ خلافی کا مطلب:

وعدہ خلافی کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کا اقرار کر کے اسے پورا نہ کیا جائے۔ اکثر لوگ اسے گناہ نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ ایک قسم کا جھوٹ ہے جس کا شمار گناہ کبیرہ میں ہے، قصداً وعدہ خلافی پر گرفت زیادہ ہے اور اگر کسی وجہ سے بلانیت ہو جائے تو اس پر گرفت کم ہوگی۔ کسی قوم کی عظمت اور بلندی کا راز اسی میں ہے کہ وہ وعدہ خلاف نہ ہو کیونکہ وعدہ ایک قول ہے جس پر دنیا جہان کے کاروبار تعلقات اور لین دین کا دارومدار ہے۔ غرضیکہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں وعدہ کا تعلق نہ ہو، وعدہ کر کے اسے پورا کرنا ترقی کے رازوں میں ایک راز ہے۔

عملی زندگی میں یہ بات اکثر مشاہدے میں آتی ہے کہ کاروباری حضرات لین دین میں وعدہ خلافی کرتے ہیں اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں اور گاہک کا کوئی کام اگر آڈر پر تیار ہو رہا ہو تو خواہ مخواہ اسے بار بار آنے جانے کی تکلیف دیتے ہیں کہ فلاں دن آنا تمہارا کام مکمل کر کے تمہارے سپرد کر دیا جائے گا۔ جب گاہک کرایہ خرچ کر کے یا تکلیف اٹھا کر جاتا ہے تو ہنس کر یا ڈانٹ ڈپٹ کر ٹال دیتے ہیں کہ فلاں دن آنا، پھر وہ اس دن جاتا ہے تو پھر کسی اور وعدے پر ٹال دیتے ہیں حتیٰ کہ لوگوں کو اس طرح سے بے حد پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی وعدہ خلافیوں میں معاشرہ بے

حد آگے نکل چکا ہے لیکن اپنے قصور کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ اور وعدہ خلافی کو برائی نہیں سمجھتا، اور کہتا ہے کہ کاروبار میں یہ تو معمولی چیز ہے۔

اس چھوٹی برائی کی طرف توجہ نہ دینے سے انسان بے حد گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور جب اسے اپنے اعمال کی شامت میں سزا ملتی ہے تو اللہ سے گلہ کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کونسی برائی کرتا ہوں، نمازیں بھی پڑھتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور نیک کام بھی کرتا ہوں تو پھر میری شامت کیوں؟ مگر رزق کمانے کے لئے لوگوں سے جو وہ وعدہ خلافیاں کرتا ہے، اس کی طرف اس کی نگاہ نہیں پڑتی لہٰذا اس برائی کی طرف خاص توجہ دے کر اس سے توبہ کر لینی چاہئے۔

رسول اکرم ﷺ کے وعدہ کا ایک واقعہ:

رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک وعدہ پورا کرنے کی غرض سے تین دن تک ایک مقام پر کھڑے رہے جو ابوداوٗد کی اس حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

وعن عبد الله بن ابی الحمساء قال بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهٗ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهٗ اَنْ اٰتِيَهٗ بِهَا فِيْ مَكَانِهٖ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَاِذَا هُوَ فِيْ مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اَنْتَظِرُكَ.

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ خرید و فروخت کی، ابھی تک آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا کچھ قیمت باقی رہ گئی میں نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں۔ میں بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا تو نے مجھے بڑی مشقت میں ڈالا ہے۔ میں تین دنوں سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداوٗد)

یہ حدیث ہمیں یہی درس دیتی ہے کہ وعدہ کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اگر کسی سے کوئی وعدہ کرلو تو اسے پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔ (اللہ میری توبہ: ص ۱۱۸ تا ۱۲۱)

(۵) کسی ایسے شخص کی کال آرہی ہے کہ آپ نے اس کا قرضہ دینا ہے اور آپ اس کا قرضہ واپس نہیں دینا چاہتے یہ بھی دوگنا گناہ ہے کہ ایک تو اس کی رقم دبائے بیٹھے ہیں اور دوسرے اس کی کال بھی نہیں سن رہے آج کل کے معاشرے میں تو یہ معمولی بات سمجھی جاتی ہے کہ قرض لو اور واپس کرنا بھول جاؤ۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں قرض ادا نہ کرنے والے پر وعید بھی آپ کو سناتا چلوں۔

قرض کا وبال:

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا (جو حضرت حمزہؓ کی بیوی تھیں) واقعہ بیان کرتی ہیں کہ قبیلہ بنی ساعدہ کے ایک شخص کو نبی کریم ﷺ کے ذمہ ایک وسق (تقریباً دو کوئنٹل) کھجوریں تھیں وہ آپ سے مطالبہ کرنے آیا، آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا کہ ان کو (ان کی کھجوریں) ادا کردو، انصاری نے اس کی کھجوروں سے کچھ گھٹیا کھجوریں دینا چاہیں، اس نے لینے سے انکار کردیا، انصاری نے کہا تم رسول اللہ ﷺ کی چیزیں رد کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ عدل وانصاف کا حق ہے کس کو؟ بس یہ سننا تھا کہ چشم نبوت میں سرمہ اشک جھلملا گیا (آپ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں) اور آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو (واقعی) مجھ سے زیادہ کون مستحق عدل وانصاف ہوسکتا ہے، (پھر آپ نے ایک عام قانون قدرت بتلایا کہ) وہ قوم کبھی باعزت مقام نہیں پاسکتی جس میں کمزور طاقتور سے اپنا حق نہ لے سکتا ہو، اور اسے اپنا حق وصول کرنے کے لئے کئی کئی چکر لگانے پڑیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خولہ! اس سے وعدہ کرو (کہ تمہیں ہم اتنا اور دیں گے) اور اس وعدے کو پورا کرنا، جس قرض دار کے پاس سے قرض وصول کرنے والا خوش ہوکر چلا جائے اس کے لئے زمین کے

تمام جاندار اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں اور جو شخص گنجائش ہوتے ہوئے اپنے قرض خواہ کو چکر لگوائے (اور اسے کئی کئی بار آنے کے لئے مجبور کرے) اللہ تعالیٰ اس کے ذمہ ہر دن ہر رات ایک ایک گناہ لکھتا رہتا ہے۔ (طبرانی فی الاوسط والکبیر، التبشیر والنذیر حصّہ سوم ص ۶۳)

رسول اللہ ﷺ کا مقروض کا جنازہ پڑھانے سے معذرت:

حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک میت کا جنازہ لایا گیا، اور عرض کیا گیا کہ حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے! آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس آدمی پر کچھ قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ہے، تو آپ نے اس کی جنازہ کی نماز پڑھا دی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، اس کے بارہ میں آپ نے پوچھا کہ اس میت پر کسی کا قرضہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہاں اس پر قرض ہے، تو آپ نے دریافت فرمایا کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے (جس سے قرض ادا ہو جائے) لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے تین دینار چھوڑے ہیں تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی، پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو آپ نے اس کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا کہ کیا اس مرنے والے پر کچھ قرضہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں اس پر تین دینار کا قرض ہے، آپ نے دریافت فرمایا کہ اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے (جس سے قرض ادا ہو سکے) لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں چھوڑا تو آپ نے حاضرین صحابہ سے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ تم لوگ پڑھ لو، تو ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور اس کی نماز پڑھا دیں اور اس پر جو قرضہ ہے وہ میں نے اپنے ذمہ لے لیا، (میں ادا کروں گا) تو اس کے بعد آپ نے اس جنازہ کی بھی نماز پڑھا دی۔ (صحیح بخاری)

(تشریح) رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز عمل بظاہر زندوں کو تنبیہ کے لئے تھا کہ وہ قرضوں کے ادا کرنے میں غفلت اور کوتاہی نہ کریں اور ہر شخص کی یہ کوشش ہو کہ اگر اس پر کسی کا

قرضہ ہے تو وہ اس سے سبکدوش ہونے کی فکر اور کوشش کرے اور دنیا سے اس حال میں جائے کہ اس کے ذمہ کسی کا کچھ مطالبہ نہ ہو۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اسی بارہ میں مروی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز عمل (کہ قرضدار میت کی نماز جنازہ سے خود معذرت فرمادیتے اور صحابہ کرام سے فرمادیتے تھے کہ تم لوگ پڑھ لو) ابتدائی دور میں تھا، بعد میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کا دروازہ کھل گیا اور افلاس و ناداری کا دور ختم ہوگیا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان اس حال میں انتقال کر جائے کہ اس پر قرض ہو (اور ادائیگی کا سامان نہ چھوڑا ہو) تو وہ قرض میرے ذمہ ہے میں اس کو ادا کرونگا۔ اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ کسی مسلمان کے ذمہ کسی دوسرے کا حق باقی نہ رہ جائے۔

بہر حال ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قرض ادا نہ کرنا اور اس حال میں دنیا سے چلا جانا بڑا سنگین گناہ ہے اور اس کا انجام بہت ہی خطرناک ہے اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات سے سبق لینے کی ہم سب کو توفیق دے اور دنیا سے اس حال میں اٹھائے کہ کسی بندہ کا قرض اور کوئی حق ہمارے ذمہ نہ ہو۔ (معارف الحدیث: ج ۷، ص ۹۸، ۹۷)

قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا ہی دے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی لوگوں سے (قرض ادھار) مال لے اور اس کی نیت اور ارادہ ادا کرنے کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرادے گا۔ (یعنی ادائیگی میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر زندگی میں وہ ادا نہ کرسکا تو آخرت میں اسکی طرف سے ادا فرما کر اس کو سبکدوش فرمادے گا) اور جو کوئی کسی سے (قرض ادھار) لے اور اس کا ارادہ ہی مار لینے کا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو تلف اور تباہ ہی کرادے گا (یعنی دنیا میں بھی وہ اس بدنیت آدمی کو لینا نہ ہوگا اور آخرت میں

اس کیلئے وبالِ عظیم ہوگا۔) (صحیح بخاری)

عن عمران بن حصین عن میمونة قالت سمعت خلیلي و صفِيَّ ﷺ یقول مَا مِنْ اَحَدٍ یُدَانُ دَیْنًا فَیَعْلَمُ اللهُ اَنَّهُ یُرِیْدُ قَضَاءَهُ اِلَّا اَدَّاه اللهُ عَنْهُ فِی الدُّنْیَا. رواه النسائی

حضرت عمران بن حصینؓ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنھا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو کوئی بندہ قرض لے اور اللہ کے علم میں ہو کہ اس کی نیت اور ارادہ ادا کرنے کا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ قرضہ دنیا ہی میں ادا کرا دے گا۔ (سنن نسائی بحوالہ معارف الحدیث: ج ۷، ص ۹۹)

میرے بھائیو! اندازہ تو کرو کہ قرض ادا نہ کرنا کتنا بڑا وبال ہے جبکہ ہم اسے معمولی سمجھتے ہیں دیکھو اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کے علاوہ تمام گناہ معاف کر دے گا مگر حقوق العباد اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا اب حالت یہ ہے ایک تو قرض خواہ کا قرض نہیں دے رہے اور دوسرے اس کی کال بھی وصول نہیں کر رہے آپ فون پر بات تو کریں کہ ہاں بھئی مجبوری ہے فی الحال انتظام نہیں ہوا کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ آپ کا قرض آپ کی امانت ہے جیسے ہی انتظام ہوگا تو آپ کو ادا کر دیں گے اچھی نیت کے ساتھ آپ ارادہ کر لیں انشاء اللہ اسباب اللہ تعالیٰ بنا دے گا، تو معلوم ہوا کہ قرض خواہ کا فون نہ سننا دوگنا گناہ ہے کہ ایک تو اس کا قرض روکا ہوا ہے وہ ادا نہیں کر رہے اور دوسرے اس کا فون نہ سن کر اسے اذیت میں مبتلا کر رہے ہیں ایسا رویہ شرعاً اور اخلاقاً درست نہیں حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص آپ کی ملاقات کو آئے اس کا تم پر حق ہے کہ اس سے بات کرو اور بلا ضرورت ملاقات سے انکار نہ کرو۔ (عمدۃ القاری)

تو ایسے ہی جو آدمی ٹیلیفون پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اس کا حق ہے کہ آپ اس کا جواب دیں۔

جھوٹ بولنا:

موبائل فون پر جھوٹ بولنے کی وباء بہت زیادہ عام ہوگئی ہے لوگوں کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہے کہ وہ جھوٹ بول کر کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں، ہوتا یہ ہے کہ کسی قرض خواہ نے فون کیا اور کہا کہ بھائی آج آپ نے رقم دینی ہے تو میں کتنے بجے آؤں تو یہ جواب میں کہتا کہ بھائی آج تو میں شہر سے باہر ہوں دو تین دن بعد آؤنگا، حالانکہ شہر سے باہر نہیں ہوتا، ایسے ہی ہوتا کہیں اور ہے اور بتا تا کہیں اور کا ہے میرے بھائیو میں آپ کو قرآن وسنت سے بتا تا ہوں کہ جھوٹ بڑا گناہ ہے۔

جھوٹ سے توبہ:

جھوٹ کا مطلب غلط بیانی اور دروغ گوئی ہے۔ یعنی اصل بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح بیان کرنے والا کرتا ہے۔ اس طرح وہ دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے، جو خدا اور لوگوں کے نزدیک بہت برا فعل ہے، جھوٹ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے وہ ہر طرح برائیوں کی جڑ ہے اور گناہ کبیرہ ہے جو صرف توبہ سے معاف ہوتا ہے اس لئے میں جھوٹ سے توبہ کرنا لازم ہے۔

انسان کے دل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، دوسرے تو صرف وہی بات جانیں گے جو وہ زبان پر لائے گا، اب اگر کوئی دل کی صحیح بات نہ کہے بلکہ ظاہر میں کوئی بناوٹی طریقہ اختیار کرے تو وہ جھوٹ کہلائے گا۔

قرآن مجید میں جھوٹ کی بڑی مذمت کی گئی ہے۔ جن آیات میں جھوٹ بولنے سے روکا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

تو بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔ (الحج:۳۰)

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ

بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔ (الزمر:۳)

۳. اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا، جو بے لحاظ جھوٹا ہے۔ (سورۃ مؤمن: ۲۸)

۴. اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے، اگر اللہ چاہے تو (اے محمد) تمہارے دل پر مہر لگا دے، اور اللہ جھوٹ کو نابود کرتا اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے، بے شک وہ سینے تک کی باتوں سے واقف ہے۔ (سورۃ شوریٰ: ۲۸)

۵. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؁ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ؁

اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے، مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں، ان کا بھلا نہیں ہوگا (جھوٹ) کا فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (اس کے بدلے) ان کو عذاب الیم (بہت) ہوگا۔ (النحل: ۱۱۶، ۱۱۷۔) (اللہ میری توبہ: ص ۶۴، ۶۵)

احادیث میں جھوٹ کی مذمت اور ممانعت:

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عَلَیْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ وَیَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّیْقًا وَاِیَّاكُمْ وَالْكَذِبَ

فَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرُ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَکْذِبُ وَیَتَحَرَّی الْکَذِبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللہِ کَذَّابًا

تم سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچادیتی ہے جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ ہی کا قصد کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور تم جھوٹ بولنے سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کے راستہ پر چلاتا ہے یعنی دوزخ میں داخل کرادیتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ ہی اس کا مقصد ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

جھوٹ گناہ کے راستے کھولتا ہے کیونکہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے پھر کئی مرتبہ مزید جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ تو جونہی انسان جھوٹ بولتا ہے تو گنہگار ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتی کہ اس کا یہ گناہ اسے دوزخ میں لے جاتا ہے۔

ایمان اور جھوٹ دو متضاد چیزیں ہیں اس لئے ان دونوں کا یکجا جمع ہونا غیر ممکن ہے چنانچہ نیک صالح لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے خواہ انہیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا یَجْتَمِعُ الْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ امْرِءٍ وَلَا یَجْتَمِعُ الصِّدْقُ وَالْکَذِبُ جَمِیْعًا وَلَا تَجْتَمِعُ الْخِیَانَۃُ وَالْاَمَانَۃُ جَمِیْعًا۔

کسی کے دل میں ایمان اور کفر اکٹھا جمع نہیں ہوسکتا اگر کفر ہے تو ایمان نہیں اور ایمان ہے تو کفر نہیں۔ اور جھوٹ اور سچ بھی اکٹھا جمع نہیں ہوسکتا۔ اور خیانت و امانت بھی اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ (احمد)

آخرت میں جھوٹ کی بڑی بڑی سزائیں ہیں، معراج والی حدیث میں آپ ﷺ

نے فرمایا کہ جھوٹے آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں۔ قبر میں بھی یہی عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

جھوٹ کے متعلق لوگ احتیاط نہیں کرتے بلکہ اچھے اچھے لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ بلا وجہ جھوٹ کو برا نہیں جانتے۔ جیسے اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لئے ان سے جھوٹے وعدے کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان وعدوں کو تھوڑی دیر میں بھول جائیں گے۔ مگر جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے، اسلام نے اس جھوٹ کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔ ایک کمسن صحابی عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں:

دعتني امي يوما ورسول الله ﷺ قاعد في بيتنا فقال له تعال اعطك فقال لها رسول الله ﷺ ما اردت ان تعطيه قالت اردت ان اعطية تمرا فقال لها رسول الله ﷺ اما انك لو لم تعطه شيئا كتبت عليك كذبة.

ایک دفعہ میری ماں نے مجھے بلایا اور حضور انور ﷺ ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے تو ماں نے میرے بلانے کے لئے کہا کہ یہاں آ تجھے کچھ دوں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو۔ ماں نے کہا میں اس کو کھجور دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس وقت اس کو کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ بھی تمہارا لکھا جاتا۔

ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لايومن العبد الايمان كله حتى يترك الكذب المزاحة.

کوئی بندہ پورا مؤمن ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے۔ (اللہ میری توبہ: ص ۲۶، ۲۷)

میرے محترم دوستو! قرآن و سنت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کبیرہ گناہ ہے، جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا کتنے لوگ ہیں جو خود بھی بلواتے ہیں بعض مرتبہ جب کسی کا

فون آجاتا ہے تو کسی اور کو موبائل فون پکڑا دیتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں اور دوسروں سے بھی جھوٹ اور کہتے ہیں اس کو کہو کہ وہ اپنا موبائل یہاں چھوڑ گئے ہیں وہ کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔

لطیفہ:

ایک آدمی نے کسی سے قرض لینا تھا اس نے اسے فون کیا اس نے فون اٹھا لیا لیکن اس کی بات سننے کے بجائے کہتا ہے ہیلو ہیلو بھائی آواز نہیں آرہی قریب کوئی ساتھی بیٹھا تھا اس نے کہا جھوٹ کیوں بولتے ہو آواز تو صاف صاف آرہی ہے تو مقروض نے کہا اگر تجھے آواز صاف آرہی ہے تو پھر قرض بھی تو ہی دیدے۔

اور بعض لوگ تو اس حد تک بھی زیادتی کرتے ہیں کہ قرض خواہ کا فون نمبر بلاک کروا دیتے ہیں وہ بے چارا کالیں کرتا رہتا ہے آگے سے کوئی جواب ہی نہیں ملتا یہ ظلم اور زیادتی ہے، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون کا استعمال:

ڈرائیونگ کے دوران یعنی گاڑی چلاتے ہوئے موبائل فون استعمال کرنا (سننا یا کال) کرنا قانوناً بھی جرم ہے کیونکہ یہ حرکت کئی قیمتی انسانوں کی جانوں کا نذرانہ وصول کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود وقت بچانے اور پیسہ کمانے کی دھن میں عوام اس طرح کرتی ہے، جبکہ وطن عزیز میں ٹریفک کی روز بروز بگڑتی ہوئی صورت حال شہروں کی خراب، خستہ حالت ٹوٹی ہوئی سڑکیں اور گہرے گہرے کھڈوں سے بھری ہوئی، جگہ جگہ سے کھدی ہوئی سڑکیں اور پھر فون سنتے/کرتے ہوئے گاڑی یا موٹر سائیکل چلانا اور پھر کسی بھی حادثے سے محفوظ رہنا کسی بھی کرامت سے کم نظر نہیں آتا لیکن یہ کرامت ہر وقت اور ہر کسی کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات ایسے خطرناک اور جان لیوا حادثات کا سبب بنتی ہے کہ جنہیں دیکھنے اور سوچنے سے بھی رونگٹے کھڑے

ہوجاتے ہیں اور عقل حیران ہوجاتی ہے اس لئے ہلاکت کے اس سبب سے بچنا ضروری ہے (موبائل کی نعمت: ص ۲۹، ۳۰)

اور ساتھ ساتھ قانون کی خلاف ورزی بھی ہے، ظاہر ہے مملکت میں ایسے قانون کا نفاذ قیمتی انسانی جانوں کے تحفظ کے لئے ہے، ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون کے استعمال سے درج ذیل خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱) ڈرائیونگ قوانین کی خلاف ورزی کا ارتکاب، جوکہ ایک جرم ہے۔

(۲) ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون پر بات کرتے ہوئے ٹریفک پولیس والوں نے دیکھ لیا تو وہ روک لیں گے اور چالان کریں گے، اور پھر چالان سے بچنے کے لئے رشوت دینے کا گناہ الگ اور پیسے کا ضیاع الگ۔

(۳) اگر ٹریفک پولیس والوں نے چالان کردیا تو 500 روپے کا چالان بھرنا پڑے گا جوکہ ایک مالی نقصان ہے، لہٰذا آپ کی اور سب کی سلامتی اسی میں ہے کہ ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون کا استعمال نہ کیا جائے۔

البتہ اگر بلوٹوتھ یا کانوں میں واک مین لگایا جاتا ہے تو اس سے حادثات کا امکان کم ہوتا ہے کیونکہ اس میں ہاتھوں کا استعمال نہیں ہوتا، اگر ڈرائیونگ کے دوران کسی کی کال آجائے یا آپ نے کال کرنی ہو تو سڑک سے ایک طرف گاڑی روک کر کال سنیں اور فون کریں تو آپ مذکورہ بالا نقصانات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

کیمرے والے موبائل اور تصویر کشی کا حکم:

کیمرے والے موبائل فون خریدنا اور اس سے کال کرنا اور کال سننا اگرچہ جائز ہے اس سے چونکہ ایسے مناظر کی تصویر کشی بھی کی جاسکتی ہے جہاں کوئی جاندار نہ ہو بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا، یعنی موبائل فون سے جاندار کی تصویر کھینچنا ہی منع ہوگا۔ الامور بمقاصدھا

کیمرے والے موبائل فون کی تباہ کاریوں میں سے ایک تصویر کھینچنا بھی ہے

حالانکہ موبائل فون کے ذریعے تصویر کھینچنا اس کو محفوظ کرنا پھر خود دیکھتے رہنا یا ایک دوسرے کا دکھانا شرعاً جائز نہیں ہے، اس میں تصویر کھینچنے کا گناہ بھی ہے اور دیکھنے دکھانے کا گناہ بھی پھر غیر محرم خواتین کی تصویر کھینچ کر اس کو دیکھنا ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے امداد الاحکام میں ہے، تصویر کا حرام ہونا کئی احادیث سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے، قیامت کے دن سب سے خطرناک عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ (بخاری: ج ۲۔ص ۸۸۰، موبائل کی نعمت: ص ۱۳)

البتہ غیر جاندار چیزیں جیسے درخت، پہاڑ، سمندر، دریا، پانی کے چشمے، باغات، مساجد و مدارس کی عمارات وغیرہ کی تصویر کشی اور ان کا دیکھنا دکھانا جائز ہے۔

بینک میں موبائل فون کا استعمال:

اکثر بینکوں میں یہ اعلان لکھا ہوا ہوتا ہے کہ بینک کی حدود کے اندر موبائل فون استعمال کرنا ممنوع ہے، بلکہ بعض بینکوں میں تو اس پر بڑی سختی کی جاتی ہے اور ڈیوٹی پر موجود گارڈز آ کر منع کر دیتے ہیں کہ بھائی موبائل بند کرو یہاں بینک میں موبائل پر بات کرنا منع ہے، بینکوں کا موبائل فون بینک میں استعمال کرنے سے منع کرنے کا مقصد صرف حفظ ماتقدم کے طور پر ہے کیونکہ ڈاکوؤں کے کئی مخبر کسی بہانے سے بینک میں آتے ہیں اور پھر زیادہ نقدی لے کر جانے والے کسٹمر کی مخبری اپنے گروپ سے کر دیتے ہیں کہ فلاں رنگ کے لباس میں ملبوس ان ان علامات کا حامل ہے اس کے پاس اتنے لاکھ روپے کی نقدی ہے لہٰذا وہ بے چارہ ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹ جاتا ہے اور اپنی جمع پونجی سے محروم ہو جاتا ہے۔ بعض مرتبہ تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

لہٰذا بینک کے قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اور دیگر لوگوں کی حفاظت کی خاطر موبائل فون کا استعمال بینک میں اخلاقاً جائز نہیں ہوگا اگر کوئی ضروری کال ہو تو بینک سے باہر نکل کر ایک طرف جا کر کال سنی جا سکتی ہے۔

بچوں کے لیے موبائل فون کے نقصانات:

(۱) آج ہم میں سے کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو جوان اولاد کے ہاتھوں موبائل فون دے کر ایسے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ ہمیں کبھی بھولے سے خیال بھی نہیں آتا کہ ہمارے بچے اس کا استعمال کس طرح کر رہے ہیں؟ موجودہ پرفتن دور میں اولاد کی طرف سے اس درجے بے خبری!! کیا اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اولاد کے بارے میں ایسی تعلیم دی تھی؟ کیا اللہ کے حضور ہم سے کوئی سوال نہ ہوگا؟

کیا آپ موبائل اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے جنم لینے والی ان کہانیوں سے واقف نہیں ہیں جو اب زبان زد عام ہیں۔ کتنے ہی اوباش ایسے ہیں جو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے معصوم بچیوں کا بہکا کر اپنے دام الفت میں جکڑ لیتے ہیں اور انہیں سنہرے خواب دکھا کر انہیں تباہی کے راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ لڑکیاں انجانے میں یا سادگی میں ان کے ہاتھوں کھلونا بن جاتی ہیں اور اپنے والدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر رات رات بھر فری پیکجز کے ذریعے ان سے گپ شپ لگاتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ موبائل بذات خود غلط چیز ہے۔ مگر یہ ضرورت کی حد تک رہے تو ٹھیک ہے ورنہ بے حد نقصان کا سبب ہے۔ یہ بات طے ہے کہ خصوصاً کنواری لڑکیوں کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسے اپنانے سے آئے دن نت نئے واقعے سامنے آ رہے ہیں۔ طلاقیں، آشناؤں کے ساتھ فرار ہونا، موبائل رکھنے پر گھروں میں جھگڑے، شوہروں کے منع کرنے کے باوجود فون رکھنا اور نتیجتاً لڑائی جھگڑے کا ہونا، ہنستے بستے گھروں کا شیرازہ بکھر جانا۔ ریت پر بنے دعووں کے محل گرتے ہیں تو پھر ان کی آنکھیں کھلتی ہیں لیکن تب تک وہ تماشا بن چکے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی دنیا بھی برباد ہو جاتی اور آخرت بھی۔ اللہ سب کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

(۲) ماں باپ موبائل فون کی آفتوں سے ناواقف ہیں یا بہت سادہ لوح ہیں غریب لوگوں نے فخریہ طور پر اپنے بچوں کو یہ فون دلوا دئے ہیں اس کے نتیجے میں ایک

آزاد اور آوارہ خیال نسل پروان چڑھ رہی ہے۔لڑکے اور لڑکیوں کو آوارگی، آبرو باختگی سکھانے کے لئے موبائل کمپنیوں نے سستے ریٹ میں رات 12 بجے سے صبح 6 بجے تک کے لئے پیکج نکال دیے اور بعض کمپنیوں نے تو رات 12 بجے سے صبح چھ تک فون کال مفت کردیے ہیں، تاکہ یہ نوجوان نسل برقی جنسی نشے میں گرفتار ہوکر موبائل کمپنی کے کاروبار میں اضافہ کریں اس خطرناک نشے کی خاطر بچے ماں باپ سے پیسے چراتے ہیں امیر رشتہ داروں کے گھروں میں چوریاں کرتے ہیں دوستوں کا مال چوری کرتے ہیں اور اگر یہ راستے بند ہوجائیں تو اپنی عزت کا سودا کرنے پر بخوشی آمادہ ہوجاتے ہیں۔(موبائل فون کا استعمال:ص ۱۳)

(۳) خاموش قاتل:

ایک چھوٹی سی چیز ہے جس کو سیل فون کہتے ہیں تو کچھ لوگوں کے لئے تو یہ سیل فون ہوتا ہے اور ہم نے اس نام ہیل فون رکھا ہوا ہے۔ پکی بات ہے نوجوان کے ہاتھ میں یہ چیز اس کو جہنم کی طرف لے جانے میں دوڑتے گھوڑے کا کام کرتی ہے۔SMS کیوں؟ فری ہے۔اب SMS سے پیغامات آرہے ہیں۔ٹائم گزر رہا ہے۔گھنٹوں گزرتے ہیں اور جہاں پر لوکل کال فری وہاں پر گھنٹوں سیل فون پر بات ہوتی ہے۔ نوجوان یا تو ایک دوسرے کے ساتھ بات کررہے ہوتے ہیں یا پھر کہیں نہ کہیں کوئی تعلق جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔تو کہیں نہ کہیں تعلق جڑ گیا بس گناہوں کا پنڈورا بکس کھل گیا۔اب ان بچوں کو پھر کوئی ہوش نہیں ہوتی۔ نہ سورج چڑھنے کی ہوش نہ غروب ہونے کی ہوش۔اور پہلے تو پھر بھی پتہ چل جاتا تھا کہ Bell ہوتی تھی تو بجتی تھی بنانے والوں نے اس میں Vibration ڈال دی۔اب محفل میں بیٹھنے والوں کو کچھ نہیں پتہ بس اس کا دل دھڑک رہا ہے۔ جیب میں جو ڈالا ہوا ہے۔اب کسی کو کیا پتہ لوگ اپنے کام میں لگے ہیں۔اور کھانے کھا رہے ہیں اور اس کی جیب میں وہ جو دل دھڑکا تو بس یہ اٹھا کھڑا اس کا دل کبھی تو Wash room (واش روم) جانے

کے بہانے Wash room میں بیٹھ کر باتیں ہورہی ہیں اور کبھی باہر باتیں ہورہی ہیں۔اچھا ماں باپ سمجھتے ہیں کہ بچے اپنے کمرے میں سو رہے ہیں۔ بچے سوئے ہوئے نہیں ہوتے بچے باتوں میں کھوئے ہوئے ہوتے ہیں۔اس سے ان کی زندگیاں برباد ہورہی ہیں۔حتی الوسع کوشش کریں کہ نوجوانوں کے ہاتھ میں یہ مصیبت نہ آئے۔الا کہ کوئی مجبوری ہو۔ہم محبّت میں اپنے ہاتھوں سے نئے نئے سیٹ لاکر دیتے ہیں۔دوبئ سے بیٹا میں آپ کے لئے سیٹ لایا ہوں۔تو جب ہم بھی یہ چیزیں لا کے دے دیتے ہیں اور بچے بھی بہانے بناتے ہیں۔ بچیاں بہانے بناتی ہیں۔ابو چھٹی ہو جاتی ہے اور انتظار کرنا ہوتا ہے اور اس وقت میں فون پر آپ کو بتادوں گی کہ میں فارغ ہوگئی ہوں۔تو باپ کو تو یوں مطمئن کیا۔اصل میں فون چاہئے ہوتا ہے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے۔(خطبات فقیر:ج۱۹،ص۲۱۶)

پھر اس موبائل فون کے FM ریڈیو پر وہ انتہائی بیہودہ اور فحش موسیقی سنتے ہیں اور ساتھ ساتھ موبائل فون پر ہر طرح کے گانے فلمیں وغیرہ ڈاؤن لوڈ بھی کرالیتے ہیں اور اغیار کی سازشوں کا آسانی کے ساتھ شکار ہو جاتے ہیں۔

دشمن کا میٹھا زہر:

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیقی کے سننے سے انسان کے ذہن میں زنا کی خواہش اس طرح جنم لیتی ہے جس طرح بارش کے برسنے سے زمین کے اندر کھیتی پیدا ہوتی ہے۔تو یہ تو فقط tones کی بات تھی اور اب تو tones کے اندر انہوں نے شیطانی Worship باتیں ڈالنی شروع کردیں۔ اگر وہ اس کے اندر Hate your Religion-Hate your Religion (تمہارے مذہب سے نفرت کا) یہ پیغام ڈال دیں اور آپ کے بچے کو وہ گانا اچھا لگے اور دن میں اس کو پندرہ بیس دفعہ سن لے تو آپ تو سمجھ رہے ہیں کہ میرا بیٹا بس میوزک سن رہا ہے اور آپ کو کیا پتہ اس چھوٹے سے آلہ کے ذریعے آپ کا بچہ آپ کے دین کے ساتھ نفرت

کرنا سیکھ رہا ہے۔اور جو بچے خود نہیں بگڑنا چاہتے وہ بھی بگڑتے ہیں۔ اسے مائنڈ سیٹ (Mind Set) کہتے ہیں۔ مائنڈ سیٹ ہو جاتا ہے۔ کہ دماغ کے اندر ایک پیغام پہنچ گیا۔

اغیار کا جادو چل بھی چکا:

کئی دفعہ لوگ کہتے ہیں جی میں ایک خیال کو ذہن سے نکالنا چاہتا ہوں نہیں نکلتا۔تو اس کا مطلب یہ کہ کچھ چیزیں ایسی آپ کے دماغ میں اٹک جاتی ہیں کہ بندہ نکالنا بھی چاہتا ہے تو نہیں نکال سکتا تو یہ ایسے ویسے خیال ہوتے ہیں۔ کہ جو بندے کے دماغ میں آکر اس طرح سے پھنس جاتے ہیں کہ پھر وہ اس کو نکال ہی نہیں پاتے۔ اس لئے آج کے دور میں میوزک سب سے زیادہ بچوں کو بگاڑنے کا ذریعہ ہے اور ہم اسے بہت معمولی سمجھتے ہیں۔ اس لئے بچے جب یہ سنتے ہیں تو نہ ان کو دین اچھا لگتا ہے نہ ان کو اپنے بڑے اچھے لگتے ہیں۔ اور نہ ان کو پابندیاں اچھی لگتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں بس ہمیں Freedom (آزادی) چاہئے۔ ایسا Freedom (آزادی) کا Message (پیغام) ان کے دماغوں میں پہنچا دیتے ہیں کہ بچے بس پندرہ سولہ سال کی عمر میں ہی Freedom (آزادی) مانگتے ہیں اور پھر ماں باپ رو رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے بچوں کا کیا ہوا؟ (خطبات فقیر: ج ۱۹، ص ۲۲۸، ۲۲۹)

عورتوں کے لئے موبائل فون کے استعمال کرنے کے چند ہدایات:

(۱) عورتوں کو چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے فون نمبرز ان کے نام کے ساتھ اپنے موبائل فون میں محفوظ کرلیں تا کہ جب کال آئے تو ان کو پتہ چل جائے کہ کون فون کر رہا ہے۔

(۲) کسی غیر معروف نمبر سے کال آرہی ہو تو حتی الامکان کوشش کریں کہ اسے ریسیو نہ کریں۔

(۳) اگر غیر معروف نمبر سے کال آرہی ہو تو اگر گھر میں کوئی مرد موجود ہو تو فون ان کو دے دیں۔

(۴) اگر کال ریسیو کرلیں اور بات کرنے والا کوئی غیر محرم مرد ہو تو سختی سے جواب دیں۔

(۵) اگر کوئی مرد فون کرتا ہے تو اس کا نمبر محفوظ کر کے گھر کے ذمہ دار، خاوند، باپ یا بھائی کو بتادیں تاکہ وہ اس سے بات کریں اور وہ آئندہ فون نہ کرسکے۔

(۴) جہنمی فون:

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب کوئی غیر محرم ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں شیطان ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی رغبت پیدا کردیتا ہے، ایک دوسرے کی طرف میلان پیدا کردیتا ہے، تو شیطان کو درمیان میں Catalist بن کر کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اس لئے ایسا موقعہ ہی نہ آئے کہ کہیں غیر محرم کو رقعہ لکھنا پڑے، ٹیلی فون پر بات کرنی پڑی، یا آمنے سامنے بات کرنی پڑے، ایسا موقع ہی نہیں آنا چاہئے۔ اس موقع سے جو بچ گئی، اس نے اپنی عزت کو بچالیا، آج کل ان ملکوں میں ایک نئی مصیبت دیکھنے میں آرہی ہے، بچیاں اپنے ماں باپ کی اجازت سے اپنے پاس سیل فون رکھ لیتی ہیں، ایک ملک سے ابھی عاجز ہو کر آیا ہے، وہاں پر یہ سنا کہ 90 فیصد سے زیادہ جوان بچیوں کے پاس سیل فون ہوتے ہیں، اسکولوں میں بھی اپنے بستوں میں رکھے ہوتے ہیں، اب سیل فون پر وہ کیا کرتی ہیں، ان کو کالیں آرہی ہیں۔ اپنے کزنوں کی، اپنے کلاس فیلوز کی، یہ سیل فون نہیں حقیقت میں اس بچی کے ہاتھ میں Hell Phone ہے، اس کو سیل فون نہیں کہنا چاہئے اس Hell Phone کہنا چاہئے۔ یہ جہنم کا فون اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کو جہنم سے کالیں آرہی ہیں کہ تم جلدی میرے اندر آؤ، میں تمہارے لئے تیار بیٹھی ہوں، یاد رکھنا کہ عورت کی سب سے بڑی غلطی یہ ہوتی ہے، کہ وہ غیر محرم کو بات کرنے کا موقع دیتی

ہے، قرآن مجید نے اس راستہ کو اس طرح بند کیا فرمایا: "فلا تخضعن بالقول" کہ اگر کبھی کوئی بات کرنے کا موقع بن ہی جائے، ضرورت ہی ایسی پیش آگئی تو عورت کو چاہئے کہ وہ اپنی آواز میں نرمی نہ رکھے، سختی کے انداز میں بات کرے، اب سختی سے مراد بدتمیزی نہیں، سختی سے مراد یہ کہ جو بات ضروری ہے، وہ کرلے اور غیر ضروری بات کا موقع ہی نہ دے۔ (خطبات فقیر: ج۱۹، ص۱۳۱)

(۷) روکھے انداز میں بات کرنا:

جو عورت روکھے پن سے بات کرے اس مرد کو جرأت ہی نہ ہوگی، کہ وہ ایک سے دوسری بات کہہ سکے اور اگر بات کرتے ہوئے ساری دنیا کی شیرینی زبان میں سمٹ آئے گی اور پیار محبّت کے انداز میں نرم باتیں کی جائیں گی "فیطمع الذی فی قلبه مرض" قرآن مجید نے فیصلہ دیدیا، کہ ایسا نہ ہو کہ طمع کرے وہ بندہ جس کے دل میں مرض ہے تو دلوں میں شہوت اور مرض تو مردوں کے ہوتا ہی ہے، ذرا کسی نے نرم بات کی، آواز پسند آگئی، لہجہ پسند آگیا، کچھ بھی نہیں مرد کے ذہن میں اتنا خیال آگیا کہ یہ عورت خود بات کرنے کا موقع دے رہی ہے تو مرد خود آگے قدم بڑھائے گا۔ اس لئے کہ اس کو تو موقع کی تلاش ہوتی ہے، جس کے دل میں اولیاء کا نور ہو، بس وہ ہے جو اس فتنے سے بچتا ہے، ورنہ اس معاملے میں سب کے سب مرد ایک جیسے ہیں، تو شریعت نے کہا جب بات کرنے کا موقع ملے تو آپ بات ہی ذرا روکھے انداز سے کیجئے، کئی مرتبہ بچیوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے، اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہیں، کہ بس میں تو ذرا فون پہ بات کرلیتی ہوں، میں نے تو کبھی اسے دیکھا ہی نہیں، یہ شیطان کا بہت بڑا پھندہ ہے، جب آپ کسی سے بات کرنے پر آمادہ ہوئیں، تو پھر اگلے سب کام آسان ہوجائیں گے، دیکھیے انبیاء میں سے کسی نے یہ دعا نہیں مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں رب ارنی انظر الیک (سورۃ الاعراف) اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں، ملاقات کرنا چاہتا ہوں، صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام

ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن مجید نے یہ فرمایا کہ اے اللہ میں آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ مفسّرین نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے، ان کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا موقع ملتا تھا، اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو ہمکلامی کا موقع ملے گا تو اگلا قدم ہوگا کہ ایک دوسرے کو دیکھنے کو دل کرے گا، تو قرآن سے یہ بات ثابت ہورہی ہے، کہ اگر آپ نے فون پر بات کرنے کی کسی کو اجازت دے دی ہے، تو اگلا قدم ملاقات کا ہوگا، اور جب ملاقات ہوتی ہے، پھر سب کے سب حجابات ہٹ جاتے ہیں۔

نہ تو خدا ہے نہ میرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

پھر سب حجاب اتر جاتے ہیں اور انسان کو احساس ہی نہیں ہوتا، پتہ جب چلتا ہے جب گناہ ہو چکا ہوتا ہے، اسلیے ابتداء سے ہی اسے روکیے۔

اور یہ ذہن میں سوچنا کہ فلاں کی شکل ایسی ہے فلاں کی Personality (شخصیت) میں بڑی Grace (کشش) ہے، انتہائی بے وقوفی کی بات ہے، اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقدر میں یہ چیز لکھ دی ہے، کہ جوان ہونا ہے، پھر اس کی شادی ہونی ہے، اور پھر شادی کے بعد اس کو حلال طریقے سے اپنی ہر خواہش پوری کرنے کا موقع ملنا ہے، تو انسان کو اپنے وقت کا انتظار کرنا چاہئے، ہر چیز اپنے وقت پر اچھی لگتی ہے، جو انسان اپنے وقت سے پہلے گناہوں کے ذریعے اپنی ضرورتیں پوری کرنے لگتا ہے، تو پھر اس کی زندگی کے اندر پریشانیاں آتیں ہیں۔ (خطبات فقیر: ج۱۹، ص۱۳۲، ۱۳۳)

(۸) فون پر مختصر بات کرنے کی عادت ڈالیں:

فون پر بات مختصر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کا تعلق بندے کی عادت کے ساتھ ہے۔ کئی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ بس فون پر بے مقصد گفتگو شروع کردیتی

ہیں......اچھا آپ کیا پکا رہی ہیں؟......ہاں میں بھی آج یہ پکا رہی ہوں......اب یہ کمنٹری چل رہی ہوتی ہے۔اب اس قسم کی گفتگو میں آدھا گھنٹہ گزار دیا۔اور یہ سمجھ ہی نہیں ہوتی کہ زندگی کا قیمتی وقت آپ نے خواہ مخواہ کی بے کار باتوں میں گزار دیا۔بس To the point (مطلب کی) بات کرنے کی عادت ڈالیں۔اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ایک تو وقت بچتا ہے اور دوسرا کئی اور مصیبتوں سے غیبتوں کے سننے سے انسان بچ جاتا ہے۔اس لئے کہ جو اپنے گھر کی دال پکانے کی باتیں سنائے گی وہ ممکن ہے کہ اپنی ساس کی کوئی غیبت کی بات بھی سنا جائے اور آپ کو پتہ ہی نہ چلے۔اس لئے فون پر مختصر سی بات کرنے کی عادت ڈالیں۔(مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول:ص۲۳۹)

فون پر لمبی کال کرنے کے نقصانات:

(۱) سب سے پہلا نقصان تو وقت کا ضیاع ہے جب کوئی مقصد کی بات نہ ہو تو انسان کی زندگی کا بہت قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض مرتبہ لمبی کال کی وجہ سے گھر کے کام کاج پڑے رہ جاتے ہیں اور خاوند گھر آتا ہے تو گھر کی کیفیت کو دیکھ کر غصے میں آجاتا ہے اور پھر گھر میں جھگڑے کا امکان رہتا ہے۔

(۳) اگر خاوند کی موجودگی میں بلاوجہ لمبی کال کی جائے تو اسے ناگوار گزرتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو گیا اس وقت میں گھر کے فلاں فلاں کام ہو جاتے۔

(۴) جب بات لمبی ہو جاتی ہے تو مندرجہ ذیل گناہوں کے سرزد ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے کیونکہ عورتوں سے اکثر یہ غلطیاں ہو جاتی ہیں،عورتوں سے کیا مردوں سے بھی یہ گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔

(۱) غیبت (۲) چغل خوری (۳) عیب چینی وغیرہ

اب ذرا ان گناہوں کے نقصانات اور ان کے بارے میں قرآن وسنت کی وعید بھی عرض کرتا چلوں

(۱) غیبت:

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غیبت زنا سے زیادہ سخت اور سنگین ہے''۔

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیونکر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (بات یہ ہے کہ) آدمی اگر بدبختی سے زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے اس کی معافی اور بخشش اللہ کی طرف سے نہیں ہوگی۔ (معارف الحدیث۔ شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی کا ذکر کرنا جو واقعۃً اس میں موجود ہو اور اگر اس میں وہ برائی اور عیب موجود ہی نہیں ہے (جو تم نے اس کی طرف منسوب کرکے ذکر کیا) تو پھر یہ تو بہتان ہوا، اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ (معارف الحدیث۔ حیوۃ المسلمین۔ صحیح مسلم) بحوالہ اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص ۶۲۶۔

(۲) انوکھا کفارہ:

ایک بڑھیا ایک بزرگ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ حضرت! میری زندگی غیبت میں گزری، اب توبہ کرتی ہوں اور اپنے اس گناہ کی تلافی کا طریقہ معلوم کرنا

چاہتی ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ ایک زندہ مرغی لے آؤ۔ وہ لے کر آ گئی۔ اب فرمایا:
''اس کے پر نوچ نوچ کر سارے راستے میں پھینکتی جاؤ۔ پھر میرے پاس آنا''۔

بڑھیا نے سوچا یہ تو بہت آسان ہے۔ وہ مرغی لے آئی۔ ذبح کیا اور پر نوچ نوچ کر راستے میں پھینکتی چلی گئی۔ واپس آئی تو بزرگ نے فرمایا: ''اب جہاں جہاں پر پھینکے ہیں وہ سب اٹھا کر لے آؤ''۔

بڑھیا پریشان ہو گئی، اس نے کہا: ''یہ تو بہت مشکل کام ہے۔ پر تو ہوا سے اڑ کر دور دور پھیل گئے ہوں گے۔ انہیں کیسے جمع کر کے لاؤں گی''۔ بزرگ نے فرمایا: ''جس طرح یہ پر ہوا سے ادھر ادھر بکھر گئے اور ان کو سمیٹنا مشکل ہے اسی طرح تمہاری دوسروں کے متعلق کی گئی غیبتیں جو ایک کان سے دوسرے کان تک ایک منہ سے دوسرے منہ تک پھیلتے پھیلتے نہ جانے کہاں کہاں پھیل گئی ہوں گی۔ ان کو بھی سمیٹنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا مشکل اس مرغی کے پر سمیٹنا۔ پس حقیقت میں تو تلافی کا کوئی ذریعہ نہیں۔''

''پھر میں کیا کروں؟'' بڑھیا نے پریشان ہو کر پوچھا۔

فرمایا: ''سچی توبہ کرو، اہل حقوق میں سے جو زندہ ہیں ان سے معافی مانگو، جو مر گئے ان کو ایصال ثواب کرتی رہو، غیبت تو واپس نہیں ہو سکتی مگر اتنی امید ہے کہ آخرت کی پکڑ سے بچ جاؤ۔'' (خواتین کا اسلام شمارہ نمبر 421 ص۔2)

(۳) غیبت کیا ہے؟

اب آیئے دیکھیں کہ چغلی یا غیبت کیا ہے؟ کسی کے بارے میں کچھ بھی کہنا، جبکہ وہ موجود نہ ہو (گو آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اس شخص کے بارے میں سچ بھی ہو) تب بھی چغلی یا غیبت ہو گی، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے بارے میں کچھ مت کہو کہ جسے سن کر اس کو صدمہ ہو، چاہے وہ بات سچ ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ بات جھوٹی ہوئی، تو یہ بہتان طرازی ہو گی'' یہ بات خاص کر قابل توجہ ہے کہ کسی

کی کمزوریاں اور غلطیاں ڈھونڈ کر نکالنا، یا کسی کی غلطی یا کمزوری پر اسے طعنہ دینا یا بد نام کرنے کی کوشش کو قرآن حکیم میں "لمز" کہا گیا ہے۔ سورۃ الحجرات: 11

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ

اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تم دوسروں پر عیب لگاؤ گے تو دوسرے بھی تم پر عیب لگائیں گے یہ قرآن حکیم کی فصاحت و بلاغت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوسروں کی غلطیاں یا کمزوریاں (برائیاں) تلاش کرنا گویا ایسا ہی ہے جیسے تم خود ہی اپنی برائیاں تلاش کر رہے ہو۔ اس بلاغت کی دوسری مثال یہ ہے۔ سورۃ النساء: 29

وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ

اپنے آپ کو ہلاک مت کرو۔

مطلب یہ کہ اگر تم کسی دوسرے کو ہلاک کرنا چاہو گے تو وہ بھی تمہاری جان لینے کے درپے ہوگا۔ عیب جوئی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ الھمزۃ: 1

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

ہر پس پشت عیب نکالنے والے اور رو در رو طعنہ دینے والے کے لئے بڑی خرابی ہے۔

یہی بات بہادر شاہ ظفر نے اپنے ایک شعر میں کہی ہے:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر
پڑی اپنی برائی پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

چونکہ غیبت بہت بڑا گناہ ہے اس لئے اس کی مزید تفصیل پیش کرتا ہوں۔ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ نہایت موثر انداز میں تلقین فرما رہے ہیں کہ جس طرح تمہیں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت ہے بالکل ویسے ہی تمہیں

غیبت کرنے سے بھی نفرت ہونی چاہئے۔

نوٹ فرمائیے کہ اگر کسی کی برائی کسی کے سامنے کی جائے تو بہت ممکن ہے اسے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقع مل سکے، جبکہ اگر اس کی برائی یا غیبت اس کی غیر موجودگی میں کی گئی ہو تو اس شخص کو بہت زیادہ تکلیف اور نقصان ہو سکتا ہے، غیبت صرف زبان ہی سے نہیں ہوتی بلکہ ہاتھ پاؤں اور دوسری حرکات وسکنات سے بھی ممکن ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی لنگڑا ہے تو اس کی چال کی نقل اتار کر چلنا بھی غیبت میں شامل ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: (غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے) (ترمذی)

ابوسعیدؓ اور جبیرؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: زنا کے ارتکاب کے بعد اگر کوئی سچے دل سے توبہ کر لے تو یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے، مگر غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کرے گا، جب تک کہ وہ جس کی غیبت کی گئی ہے، غیبت کرنے والے کو خود معاف نہ کردے۔ (ترمذی)

ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے دو قبروں کی طرف اشارہ کر کے اپنے صحابہؓ کو بتایا کہ ان دونوں پر اس وقت عذاب نازل ہو رہا ہے، ایک تو وہ ہے، جو دوسروں کی غیبت کیا کرتا تھا، اور دوسرا وہ ہے جو پیشاب کرنے کے دوران اپنے کپڑوں اور جسم کی پیشاب سے حفاظت نہیں کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

یہی وجہ ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے عائشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے اور معمولی گناہوں سے بچا کرو کیوں کہ یہ چھوٹے اور معمولی گناہ عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں۔

معراج کے دوران اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ناخن سرخ تانبے کے بنے ہوئے ہیں، اور وہ لوگ ان لمبے ناخنوں سے اپنا منہ اور سینہ نوچ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا، تو معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے ہی بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے، یعنی لوگوں کے پیٹھ پیچھے

ان کی برائی کیا کرتے تھے، ان کی غیبت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو جان سے مارنا، اس کا مال واسباب دبالینا، اور اس کی غیبت کرنا اسلام میں حرام ہے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جھوٹ بولنا نہ چھوڑے، اور رمضان میں روزے رکھ کر کھانا پینا چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے روزے قبول نہیں کرے گا۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں، کہ ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس آدمی کو کچھ کھجوریں اس پیغام کے ساتھ بھیجیں، کہ میری غیبت کر کے تم اپنی نیکیاں میرے نام لکھوا رہے ہو میں تمہارا بہت احسان مند ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو نیکی تم میرے ساتھ کر رہے ہو یہ انعام اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ تم میرا یہ ادنیٰ تحفہ قبول کرلو۔

یاد رکھئے کہ ہمیں کسی بچے، یا دیوانے، یا اسلامی مملکت میں رہنے والے کافر کی بھی غیبت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

کون سی باتیں غیبت نہیں ہیں؟

مندرجہ ذیل باتیں غیبت کے دائرے میں نہیں آتیں۔

۱۔ کسی سے کسی ظالم کی شکایت کرنا تا کہ وہ اس کی باز پرس کرے۔

۲۔ کسی باپ سے اس کے بیٹے کی یا شوہر سے اس کی بیوی کی شکایت کرنا (محض اصلاح کی نیت سے) تا کہ وہ ان کی اصلاح کریں۔

۳۔ فتویٰ حاصل کرنے کے لئے کسی واقعہ کا تفصیل سے بیان کرنا۔

۴۔ مسلمانوں کو مذہب کی بنا پر دیئے گئے الزام سے بچانے کے لئے تفصیلی بیان جاری کرنا۔

۵۔ ڈاکٹر یا وکیل وغیرہ سے مشورہ حاصل کرنے کے لئے مفصل حالات بیان کرنا۔
۶۔ کسی ایسے شخص کے گناہ کو تفصیل سے بیان کرنا جو اس نے دن دھاڑے دیدہ دانستہ کیے ہوں، اور جن کے کرنے کے بعد ان پر کھلم کھلا فخر کا اظہار کیا ہو۔

واضح ہے کہ مندرجہ بالا باتیں کسی ضرورت کے تحت بیان کی جاتی ہیں، ان باتوں کے بیان کرنے سے کسی کی بے عزتی کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں کسی کو کسی کی غیبت کرتے ہوئے سن لینا بھی گویا غیبت کے برابر ہے۔ غیبت بیک وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پائمال کرتی ہے۔ اس لئے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی طلب کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک وہ شخص معاف نہیں کرتا، اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اگر وہ شخص زندہ نہیں ہے یا لاپتہ ہے، تو پھر قصاص دینا ہوگا۔ اس سلسلے میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''غیبت کرنے والا اپنے اور غیبت کیے گئے شخص کے گناہوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے طلب فرمائے۔''

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شک وشبہ، بے جا تجسس اور غیبت جیسی بری عادتوں سے بچائے۔ (آمین) (شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات ص ۹۲ تا ۹۵)

چغل خوری:

چغل خوری اسے کہتے ہیں کہ کوئی فتنہ فساد ڈلوانے کی غرض سے ادھر کی بات ادھر نقل کرتا پھرے اور ادھر کی ادھر۔

یہ خصلت انتہائی بری ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ایسے شخص سے سخت ناراض ہیں، ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ.

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (کتاب الکبائر: ص ۱۷۲)

چغل خوری بہت سے فتنہ وفساد کا سبب بنتی ہے اس لئے اسے کسی بھی مہذب

معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

عبد الرحمٰن بن غنمؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاکدامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص ۶۲۸۔ مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

عیب چینی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے (ایک موقع پر) کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے اور یہ بڑا عیب ہے) آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ تم نے اتنا گندہ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندہ کردے۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص ۶۳۵، مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین)

جو لوگوں کے عیب تلاش کرے گا اس کا غم لمبا ہوگا:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو ان چیزوں کا مکلف نہ بناؤ جن کے وہ (اللہ کی طرف سے مکلف نہیں ہیں، لوگوں کا رب تو ان کا محاسبہ نہ کرے اور تم ان کا محاسبہ کرو یہ ٹھیک نہیں، اے ابن آدم تو اپنی فکر کر کیونکہ جو لوگوں میں نظر آنے والے عیوب تلاش کرے گا اس کا غم لمبا ہوگا اور اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو سکے گا۔ (حیاۃ الصحابہ ج۔۳ ص۔۵۷۶)

ایمان والوں کو رسوا کرنا:

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ

نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا: اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اترا نہیں ہے۔ مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے سے اور شرمندہ کرنے سے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا وہ اس کو ضرور رسوا کرے گا۔ (اور وہ رسوا ہو کر رہے گا) اگر چہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص۔ ۶۳۰) (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

یہ چند ایسے گناہ ہیں جو عموماً لمبی گفتگو میں سرزد ہو ہی جاتے ہیں اس لیے زیادہ طویل اور لمبی کال سے احتراز کرنا چاہیے۔

ایس ایم ایس کے احکام:

موبائل فون کے ذریعے ایس ایم ایس (یعنی شارٹ میسج سسٹم) کا استعمال اس قدر عام ہو چکا ہے کہ روزانہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ایس ایم ایس ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں آیئے ذرا ان ایس ایم ایس کا شرعی جائزہ لیں کہ اس طرح کے میسج کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

(۱) بوقت ضرورت ایس ایم ایس کا استعمال، چونکہ کال کرنے کی نسبت ایس ایم ایس کے چارجز کم ہوتے ہیں اس لئے اگر بوقت ضرورت کوئی کال کرنے کے بجائے اپنی ذاتی شرعی ضرورت کیلئے کسی کو ایس ایم ایس بھیجتا ہے تو شرعاً اس کی اجازت ہے کہ اس سے پیسوں کی بچت ہوگی۔

(۲) اخلاقیات پر مبنی دینی، عبرت آموز، نصیحت آموز یا بزرگان دین کے اقوال کے ایس ایم ایس بھیجنا شرعاً جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مذکورہ ایس ایم ایس کو حوالے کے ساتھ نشر کیا جائے۔

(۳) قرآن وحدیث پر مبنی ایس ایم ایس ارسال کرنا بھی شرعاً جائز ہے لیکن اس میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱......قرآنی آیت کا حوالہ یعنی سورۃ کا نام اور آیت نمبر اور اسی طرح حدیث میں حدیث کی کتاب کا نام اور باب اور حدیث کا نمبر تحریر کرنا چاہئے۔

۲......قرانی آیت یا حدیث کو عربی رسم الخط میں ہی بھیجنا چاہئے اس کو انگریزی رسم الخط میں لکھ کر بھیجنا ہرگز درست نہیں مثلاً کوئی شخص الحمد للہ رب العالمین کو اس طرح لکھے (ALHAMDO LILAH-E-RABBIL AALAMIN) تو یہ جائز نہیں ہے۔

۳......بغیر تحقیق یا حوالے کے کسی بھی قرآنی آیت کو یا حدیث کو اس کے آخر میں القرآن یا الحدیث، حدیث نبوی، فرمان نبوی وغیرہ لکھ کر نہیں بھیجنا چاہئے بلکہ باحوالہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا بھیجنا چاہئے۔

سو قرآن پاک کی آیت یا حدیث پاک کے ایس ایم ایس بھیجنے میں غایت درجہ کی احتیاط ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

قال رسول اللہ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (رواہ البخاری)

جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔

(۴) کسی صحابی کا قول مبارک بھی بلا تحقیق آگے نہیں بھیجنا چاہئے۔

(۵) نبی پاک ﷺ کی قسم دے کر کہنا کہ اس میسج کو آگے اور لوگوں کو پہنچائیں، اس طرح کی قسم دے کر ایس ایم ایس کو آگے ارسال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶) بعض لوگ اس طرح کے میسج بھیجتے ہیں کہ جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے یا کوئی وظیفہ ہوتا ہے کہتے ہیں کہ یہ میسج آگے 10 لوگوں کو بھیجو گے تو تمہیں آج ہی کوئی خوشخبری ملے گی اور اگر یقین نہیں کرو گے یا آگے نہیں بھیجو گے تو تمہیں کوئی مصیبت یا

تکلیف پہنچے گی، اس طرح کا اعتقاد رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۷) بعض لوگ کسی مہینے کا چاند دیکھ کر نئے ماہ کی مبارکباد کا میسج بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی اس ماہ کی کسی دوسرے مسلمان کو مبارکباد دے گا تو اس پر جنّت واجب ہوجاتی ہے قرآن وسنت کہیں سے ثابت نہیں ہے کہ کسی مہینے کی مبارک باد دینے سے جنّت واجب ہوتی ہو۔

جھوٹ پر مبنی ایس ایم ایس کرنے کا حکم

سنجیدگی اور مذاق دونوں صورتوں میں جھوٹ بولنا اور لکھنا دونوں ناجائز اور ممنوع ہیں۔ لہٰذا جھوٹے ایس ایم ایس بھیجنا اور مزاحیہ اور لطیفوں پر مبنی ایس ایم ایس میں جھوٹی باتیں پھیلانا بھی جھوٹ کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا یہ ممنوع اور ناجائز ہیں جبکہ جھوٹ کی مذمت اس قبل بیان ہوچکی ہے بالخصوص یکم اپریل کو اپریل فول کے نام سے جھوٹ کو روج دیا جاتا ہے اور بے تحاشہ جھوٹے ایس ایم ایس ارسال کیے جاتے ہیں جن میں جھوٹی خبریں اور جھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ پورا مومن ہو ہی نہیں سکتے یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے۔ لہٰذا جھوٹے ایس ایم ایس بھیجنے سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

فحش اور بیہودہ ایس ایم ایس کا حکم:

بے حیائی اور فحاشی اور بیہودگی پر مبنی ایس ایم ایس بھیجنا ایک عام سی بات ہوگئی ہے اور اس کو کسی قسم کا گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا اور بہت سے دیندار لوگ بھی اس میں ملوث ہیں اور انتہائی بے حیائی اور بے شرمی پر مبنی ایس ایم ایس بھیجے جاتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے الحياء شعبة من الايمان، حیاء ایمان کا حصّہ ہے۔

شرم وحیا:

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ہر دین کا یک اخلاق ممتاز ہوتا ہے۔ ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔ (موطا امام مالک، معارف الحدیث)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے۔ جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ومبغوض بن جاتا ہے۔ جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانتداری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد اس صفت رحمت اٹھالی جاتی ہے۔ پھر تو وہ پھٹکارا مارا مارا پھرنے لگتا ہے جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔ اسوہ رسول اکرم ﷺ ص۔۶۰۹ (ابن ماجہ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (الادب المفرد بحوالہ اسوہ رسول اکرم ﷺ ص ۶۲۲)

ان احادیث مبارکہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ بیہودہ اور فحش اور بے حیائی پرمبنی ایس ایم ایس بھیج کر عنداللہ مجرم بنے۔ لہٰذا اس سے ہر مسلمان توبہ کرنی چاہیے۔

شعائر اسلام کی استہزاء والے SMS کرنے کا حکم:

لوگوں میں موبائل فون کے استعمال کی کثرت سے جہاں اس کے فوائد نظر آئے اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے منفی پہلو بھی سامنے آئے۔ فی الوقت ایک مسئلے کی طرف نشاندہی مقصود ہے جو موبائل فون کے ذریعے پیغام بھیجنے سے متعلق ہے جس کو

عرف میں SMS کہا جاتا ہے۔ ایس ایم ایس کے ذریعے لوگ ایک دوسرے کو تفریحی اور مزاحیہ پیغامات بھی بھیجتے ہیں لیکن ان میں بعض سنگین نوعیت کے ہوتے ہیں کہ جن میں شعائر دین میں سے کسی ایک کا واضح طور پر استہزاء اور مذاق پایا جاتا ہے لوگ اس سے تفریح حاصل کرتے ہیں اور پھر اسی SMS کو مزید آگے اپنے دوستوں کو بھیجتے ہیں۔ گزشتہ دنوں نظر سے دو SMS ایسے گزرے جن سے بہت تشویش ہوئی۔ وضاحت کے طور پر ان کو لکھ رہا ہوں۔

١. اذكر اخاك بكال، فان لم تستطع فبارسال، فان لم تستطع فبمس كال وذلك اكبر البخل واضعف الاتصال وليس وراء ذلك حبة خردل من مؤدة رواه جاز وصححه ٹیلی نار ووارد وتابعه یوفون وضعفه البخیل"

۲- اعلان عام! دوستو تے میترو! مرکزی رویت ہلال کمیٹی نے اعلان عام کیا ہے کہ ویلنٹائن ڈے کا چاند نظر آگیا ہے لہٰذا آج سے ٹھیک تین دن بعد 14 فروری ہے دو رکعت نماز عشق فرض، ساتھ چار لڑکیوں کے، پیچھے اپنی گرل فرینڈ کے، منہ تاج محل کی طرف باآواز بلند "I Love You"

ایسے پیغامات پڑھنے اور ان سے تفریح حاصل کرنے والے، اور مزید اس کی تشہیر کرنے والے پر شریعت کیا حکم لگاتی ہے؟

جواب: مذکورہ پیغامات (SMS) حدیث کی بے ادبی اور اس کے احترام کے خلاف اور نماز جیسے شعائر اسلام کے استہزاء اور استخفاف پر مشتمل ہے، جن میں کفر کا خطرہ ہے، ایسے پیغامات (SMS) کی تشہیر اور ان سے تفریح حاصل کرنے والے کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے، اس لئے انہیں چاہئے کہ فوراً صدق دل کے ساتھ توبہ واستغفار کریں۔

"والاستهزاء بشيء من الشرائع كفر"

(الدر المختار: ٤٧٤/٥، كتاب الشهادات، سعيد)

شعائر اسلام میں سے کسی کا استہزا کرنا کفر ہے۔

تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس قسم کے پیغامات (SMS) سے خود بھی بچیں اور دوسرے لوگوں کو بھی ان پیغامات (SMS) کی سنگینی سے آگاہ کریں تا کہ قرآن وحدیث اور نماز جیسے شعائر اسلام کی توہین نہ ہو اور موبائل فون کا ایسا استعمال کہ جس سے امور دینیہ میں سے کسی امر کی پامالی لازم آتی ہو یا شعائر اسلام کی تحقیر ہو رہی ہو بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ (موبائل فون کا استعمال ص۔۹۹ تا ۱۰۱)

SMS کے ذریعے طلاق کا حکم:

موبائل فون پر بذریعہ میسج (SMS) طلاق واقع ہو جاتی ہے، جبکہ میسج کرنے والے کا نام بھی میسج میں نہ ہو، لیکن تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کا لفظ موجود ہو۔ اگر یقینی ذرائع سے یہ معلوم ہو جائے کہ طلاق کا یہ میسج شوہر ہی کا ہے یعنی اسی نے لکھ کر بھیجا ہے کسی اور نے میسج نہیں بھیجا تو اس صورت میں بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں ہیں۔ اور جب شوہر نے خود یہ میسج بھیجا ہو، تو اس صورت مین اس کا نام لکھنا ضروری نہیں ہے لہٰذا اب رجوع نہیں ہو سکتا، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ (دیکھیے فتاویٰ شامیہ ۳/ ۲۴۶ کتاب الطلاق بحوالہ موبائل فون کا استعمال: ص ۹۵)

اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر ایس ایم ایس بھیجا اور بعد میں کہا کہ میں نے تو مذاقاً طلاق کا ایس ایم ایس بھیجا تھا اس صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ حضور ﷺ کی حدیث مبارک ہے:

تین چیزیں ایسی جن میں حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت ہے نکاح، طلاق، رجعت (ترمذی ابواب الطلاق)

مسافر اور معتکف کا مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کا حکم

مسجد کی چیزوں کو استعمال کرنے میں اصل دار و مدار واقفین اور معطین کی نیت اور شرط پر ہے یعنی جو چیزیں مسجد کے لئے وقف ہوں یا کسی نے مسجد کے لئے بطور چندہ دی ہوں ان چیزوں کو ان کے وقف کرنے والوں یا چندہ دینے والوں کی ہدایات اور غرض کے مطابق استعمال کرنا لازم ہے، کسی اور کام یا مقصد میں ان کا استعمال جائز نہیں، لیکن اگر وقف کرنے والوں یا چندہ دینے والوں کی نیت اور شرط کا علم نہ ہو تو مدار عرف پر ہوگا لہٰذا مذکورہ مسئلہ میں شرعاً یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کی بجلی سے موبائل فون چارج کرنے کے متعلق واقفین اور معطین کی کوئی صراحت موجود ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے، لیکن ان کی طرف سے اگر اس بارے میں اگر کوئی صراحت موجود نہ ہو تو عرف کو دیکھا جائے گا، چونکہ دور حاضر میں جس طرح اعتکاف کرنے والے اور مسافرین (مثلاً تبلیغ وغیرہ کی غرض سے آنے والے لوگ) کے لئے مسجد کی بجلی کے عام استعمال کو قابل اعتراض نہیں سمجھا جاتا ہے اسی طرح عام طور پر ان کے لئے مسجد کی بجلی سے موبائل فون چارج کرنے کو بھی قابل اعتراض نہیں سمجھا جاتا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی واقف یا معطی نے یا مسجد انتظامیہ نے مسجد کی بجلی سے موبائل فون چارج کرنے کی ممانعت نہ کی ہو تو عرف کی وجہ سے اعتکاف کرنے والے اور مسافرین کے لئے مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کی بھی گنجائش ہوگی، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مسافر مسجد کی جس قدر بجلی اس مقصد کے لئے استعمال کرے اس کا عوض بطور چندہ مسجد فنڈ میں جمع کروا دے۔ (موبائل فون کا استعمال: ص ۴۱، ۴۲)

غلطی سے کسی کا بیلنس موبائل میں آنے پر استعمال کا حکم:

اگر کسی شخص کے موبائل میں غلطی سے کسی دوسرے کا بیلنس آجائے تو جس نمبر سے بیلنس آیا ہے، اس نمبر پر رابطہ کر کے معلوم کر لے کہ اس طرح میرے نمبر پر غلطی

سے بیلنس آیا ہے آپ نے کسی نمبر پر بھیجا تھا وہ اگر بتلا دے تو اس بتلائے ہوئے نمبر پر اتنا ہی بیلنس بھیج دے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ بیلنس کس کی طرف سے آیا ہے تو اس صورت میں جتنا بیلنس شخص مذکور کے موبائل میں آیا ہے وہ لقطہ (گری پڑی چیز کے ملنے) کے حکم میں ہے، لہٰذا اگر اصل مالک معلوم ہونے اور اس تک بیلنس (اتنی رقم) پہنچانے کی کوئی صورت نہ ہو اور یہ شخص مذکور صاحب نصاب ہو تو اتنا بیلنس (رقم) اصل مالک کی طرف سے صدقہ کر دے، اس کے بعد اس آئے ہوئے بیلنس کو استعمال میں لا سکتا ہے، اور اگر یہ شخص مذکور صاحب نصاب نہ ہو تو خود بھی صدقہ کئے بغیر اس بیلنس کو استعمال کر سکتا ہے۔ (موبائل فون کا استعمال: ص ۴۷)

ٹیلی نار کی سم (عام اور مجبوری کی حالت میں) استعمال کرنے کا حکم

''اسلامی غیرت کا تقاضا ہے کہ جن ممالک نے توہین آمیز کارٹون شائع کیے ہیں یا اس معاملہ میں ان کا ساتھ دیا ہے ان تمام ممالک کی مصنوعات کا استعمال ترک کر دیا جائے بلاضرورت شدیدہ ان کی مصنوعات کا استعمال نہ کیا جائے۔ ٹیلی نار (Telenor) ناروے کی کمپنی ہے اور ناروے نے بھی توہین آمیز کارٹون شائع کئے ہیں، لہٰذا اگر اس کمپنی کی آمدنی سے براہ راست ناروے کو فائدہ پہنچ رہا ہو تو اس کا استعمال بھی چھوڑ دینا چاہئے۔'' (ماہنامہ البلاغ، رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ)

واضح رہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی محبت وعقیدت کا اظہار ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے، اور آپ ﷺ کے ساتھ محبت وعقیدت کے اظہار میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ بچوں کو یتیم کرایا، اور بیویوں کو بیوہ، اور تعمیر شدہ مکانات آپ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے منہدم کر دیئے۔

لہٰذا آپ ﷺ سے محبت اور اسلامی غیرت کا تقاضا یہ ہے، کہ تمام مسلمان صارفین ان تمام ممالک جنہوں نے حضور ﷺ کی شان مین گستاخی کا ارتکاب کرتے

ہوئے آپ ﷺ کے خاکے چھپوا کر شائع کیے ہیں، یا اس معاملہ میں ان کے ساتھ کسی درجہ میں شریک رہے ہیں، ان مصنوعات کا استعمال چھوڑ دیں، شدید ضرورت کے بغیر ان کا استعمال نہ کریں۔

من جملہ ان ممالک کی مصنوعات کے ٹیلی نار کا نیٹ ورک بھی ہے، جو کہ ناروے کا ہے یہ ملک بھی خاکے شائع کرنے میں پیش پیش ہے، بلکہ ناروے نے دوسرے ممالک سے ایک قدم آگے بڑھا کر رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں بھی توہین آمیز خاکوں پر مشتمل ویڈیو کو دوبارہ نشر کرایا، گویا ناروے توہین رسالت کا بھی مرتکب ہے، اور توہین رمضان کا بھی، لہٰذا اگر ان ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ سے ان کے معاشی نظام پر اثر پڑتا ہے، تو پھر تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان کی مصنوعات، ٹیلی نار سروس وغیرہ کو استعمال نہ کریں۔

جس علاقے میں متبادل کے طور پر پی ٹی سی ایل یا دیگر کوئی بھی نیٹ ورک سروس دستیاب نہ ہو تو پھر ضرورت کے تحت اہل علاقہ کو اس نیٹ ورک کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے مگر دل میں ضرور اس سے نفرت کریں۔ (موبائل فون کا استعمال ص ۷۷، ۷۸)

قرض اور مسئلہ سود:

بعض کمپنیاں بیلنس ختم ہونے پر اپنے صارفین کو 15 یا 20 روپے بطور قرض دیتے ہیں اور جب کارڈ ری چارج کیا جائے یا ایزی لوڈ کیا جائے تو کمپنی اس بیلنس سے 15 روپے کے بجائے 15 روپے 60 پیسے یا 20 روپے کی بجائے 21 روپے کاٹ لیتی ہے یہ زائد پیسے جو کاٹے گئے سود کے حکم میں نہیں بلکہ یہ اس سہولت کو استعمال کرنے کے چارجز ہیں۔

(موبائل فون کے شرعی احکام: ص ۶۳ فتویٰ دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی)

مآخذ

نمبر	کتاب	مصنف
۱	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
۲	صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ
۳	سنن ابی داوٗد	امام ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانیؒ
۴	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ
۵	سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی
۶	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذیؒ
۷	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ
۸	مشکوٰۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ
۹	الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
۱۰	الترغیب والترہیب	
۱۱	سنن الکبریٰ	امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقیؒ
۱۲	ردالمحتار	علامہ ابن عابدین شامیؒ
۱۳	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینیؒ
۱۴	کتاب الکبائر	علامہ شمس الدین الذہبیؒ
۱۵	حیاۃ الصحابہؓ	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
۱۶	حیاۃ المسلمین	
۱۷	اسوۂ رسول اکرم ﷺ	حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ
۱۸	فتاویٰ بینات	دارالافتاء جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی
۱۹	اصلاحی خطبات	مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

۲۰	خطباتِ فقیر	حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی
۲۱	شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے....	امتیاز احمد
۲۲	خواتین کا اسلام	اسلام فاؤنڈیشن
۲۳	موبائل فون کے شرعی احکام	مفتی شاہ اورنگزیب حقانی
۲۴	موبائل کی نعمت کا صحیح کا استعمال	مولانا محمد الیاس میمن
۲۵	موبائل فون کا استعمال	مفتی محمد بلال ڈیروی
۲۶	ماہنامہ البلاغ	جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۷	اللہ میری توبہ	علامہ عالم فقری